نور الحبیب ۲۰۰۷

جلد ۲

ظہورِ نورِ مصطفیٰ

علیہ التحیۃ و الثناء

تصنیف

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

ناشر

فقیہِ اعظم پبلی کیشنز

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور (اوکاڑا)

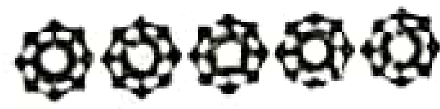
کتاب	ظہور نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
تصنیف	(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ	Mohib\ZahoorNoor.inp
سال اشاعت	مارچ 2008ء
صفحات	32
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف

سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38 اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40 اردو بازار، لاہور
5. مکتبہ اشرفیہ، منڈی مرید کے، ضلع شیخوپورہ

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی، جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا، نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہِ عرفاں، اگر چراغ حرم نہ ہوتا

[اقبال احمد خاں سہیل]

ربیع الاوّل کا مبارک و مسعود مہینا اہل اسلام کی مسرتوں کا مہینا ہے، اہل محبت کی عید کا مہینا ہے--- جوں ہی ہلالِ عیدِ ربیع الاوّل طلوع ہوتا ہے، روحانی دنیا میں بہار آ جاتی ہے--- ہر طرف جشن کا ایک سماں ہوتا ہے اور میلاد کی محفلیں سجائی جاتی ہیں---

کیوں نہ ہو کہ اس ماہ میں وہ آقا ﷺ جلوہ گر ہوئے، جو وجہ تخلیق آدم و بنی آدم ہیں---وہ محسن اعظم ﷺ تشریف لائے کہ اگر ان کا نور نہ ہوتا تو کائنات کی کوئی چیز معرض وجود میں نہ آتی--- جیسا کہ جلیل القدر محدث، امام عبد الرزاق نے سند صحیح کے ساتھ مشہور صحابی رسول حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث پاک نقل کی ہے:

حدیثِ نور

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال: سَأَلْتُ رسولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه و سَلَّمَ عَن اوّلِ شَيءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعالٰى؟ فَقَالَ: هُوَ نُوْرُ نَبِيِّکَ يا جَابرُ خَلَقَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ خَلَقَ فِيْهِ كُلَّ خَيْرٍ، وَ خَلَقَ بَعْدَه كلَّ شَيءٍ، وَ حِيْنَ خلقَهُ، أَقَامَهُ قُدَّامَهُ مِن مَقَامِ الْقُربِ اثنى عَشَر اَلف سَنَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُ اَرْبَعَةَ اَقْسَامٍ فَخَلَقَ الْعَرْشَ وَ الْكُرْسِيَّ مِن قِسْمٍ، وَ حَمَلَةَ الْعَرشِ وَ خَزَنَةَ الْكُرْسِيِ مِنْ قِسْمٍ، وَ اَقَامَ الْقِسمَ الرَّابِعَ فِى مَقَام الْحُبِّ اِثنى عَشَر اَلف، ثُمَّ جَعَله اَرْبَعَةَ اَقْسَامٍ فَخَلَقَ الْقَلَمَ مِنْ قِسْمٍ، وَ اللَّوْحَ مِنْ قِسْمٍ، وَ الْجَنَّةَ مِنْ قِسْمٍ، ثُمَّ اَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِىْ مَقَامِ الْخَوْفِ اِثْنى عَشَرَ اَلف سَنَةٍ جَعَلَهُ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ الْمَلٰئِكَةَ مِنْ جُزْءٍ، وَ الشَّمْسَ مِنْ جُزْءٍ، وَ الْقَمَرَ وَ الْكَوَاكِبَ مِنْ جُزْءٍ، وَ اَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِىْ مَقَامِ الرَّجَاءِ اِثْنى عَشَرَ اَلف سَنَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ الْعَقلَ مِنْ جُزْءٍ وَ الْعِلْمَ وَ الْحِكْمَةَ (مِنْ جُزْءٍ) وَ الْعِصْمَةَ وَ التَّوْفِيْقَ مِنْ جُزْءٍ وَ اَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِىْ مَقَامِ الْحَيَاءِ اِثْنى عَشَرَ اَلْف سَنَةٍ ثُمَّ نَظَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَيْهِ فَتَرَشَّحَ النُّوْرُ عَرقًا فَقَطَرَ مِنْهُ مِائَةُ اَلْفٍ وَ

اَرْبَعَةٌ (وَ عِشْرُوْن اَلف وَ اَرْبَعَةُ الآف) قطرةٍ مِنْ نورٍ ، فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ رُوْحَ نَبِيٍّ ، اَوْ رُوْحَ رَسُوْلٍ ثُمَّ تَنَفَّستْ اَرْوَاحُ الْاَنبِيَاءِ فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ اَنفَاسِهِمُ الْاَوْلِيَاءَ وَ الشُّهَدَاءَ وَ السُّعَدَاءَ وَ الْمُطِيْعِيْنَ اِلٰى يَومِ الْقِيَامَةِ ، فَالْعَرْشُ وَ الْكُرْسِيُّ مِنْ نُوْرِیْ وَ الْكروبِيُّوْنَ مِنْ نُوْرِیْ وَ الرُّوحَانِيُّوْنَ وَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرِیْ وَ الْجَنَّةُ وَ مَا فِيْهَا مِنَ النَّعِيْمِ مِنْ نُوْرِیْ ، وَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ مِنْ نُوْرِیْ ، وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ الْكَوَاكِبُ مِنْ نُوْرِیْ ، وَ الْعَقلُ وَ التَّوْفِيْقُ مِنْ نُوْرِیْ ، وَ اَرْوَاحُ الرُّسُلِ وَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نُوْرِیْ ، وَ الشُّهَدَاءُ وَ السُّعَدَاءُ وَ الصَّالِحُوْن مِنْ نِتَاجِ نُوْرِیْ، ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ اِثْنٰی عَشَرَ اَلف حِجَابٍ فَاَقَامَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَ هُوَ الْجُزْءُ الرَّابِعُ، فِیْ كُلِّ حِجَابٍ اَلْفَ سَنَةٍ ، وَ هِیَ مَقَامَاتُ الْعُبُوْدِيَّةِ وَ السَّكِيْنَةِ وَ الصَّبرِ وَ الصِّدْقِ وَ الْيَقِيْنِ ، فَغَمَسَ اللّٰهُ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِیْ كُلِّ حِجَابٍ اَلْفَ سَنَة فَلَمَّا اَخرَجَ اللّٰهُ النُّوْرَ مِنَ الْحُجبِ رَكَّبَهُ اللّٰهُ فِی الْاَرْضِ فَكَانَ يُضِیءُ مِنهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغرِبِ كَالسِّرَاجِ فِی اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنَ الْاَرْضِ فَرَكَّبَ فِيْهِ النُّوْرَ فِیْ جَبِيْنِهٖ ، ثُمَّ انْتَقَلَ مِنْهُ اِلٰى شِيْثٍ ، وَ كَانَ يَنْتَقِلُ مِنْ طَاهِرٍ اِلٰى طَيِّبٍ ، وَ مِنْ طَيِّبٍ اِلٰى طَاهِرٍ ، اِلٰى اَنْ اَوْصَلَهُ اللّٰهُ صُلْبَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَ مِنْهُ اِلٰى رِحْمِ اُمِّیْ آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ ، ثُمَّ اَخْرَجَنِیْ اِلَى الدُّنْيَا فَجَعَلَنِیْ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَ هٰكَذَا كَانَ بَدْءُ خَلْقِ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ---[ا]

''امام عبد الرزاق، معمر سے وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس میں ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی، جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقام قرب پہ اپنے سامنے فائز رکھا، پھر اس کے چار حصص کیے، ایک حصہ سے عرش و کرسی، دوسرے حصہ سے حاملین عرش اور خازنین کرسی پیدا کیے، پھر چوتھے حصہ کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار میں تقسیم کیا، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقام خوف پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اس کے چار اجزاء کیے، ایک جز سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے قمر اور ستارے بنائے، پھر چوتھے جز کو مقام رجا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اس کے چار اجزاء بنائے، ایک سے عقل، دوسرے سے علم و حکمت، تیسرے سے عصمت و توفیق بنائی، پھر چوتھے کو مقام حیا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، جس سے ایک لاکھ چار یا چوبیس ہزار نور کے قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے کسی نبی کی روح یا رسول کی روح کو پیدا کیا، پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انفاس سے تا قیامت آنے والے اولیاء، شہداء، سعداء اور فرماں برداروں کو پیدا فرمایا، تو عرش و کرسی میرے نور سے، کروبیون میرے نور سے، روحانیون میرے نور سے، ملائکہ میرے نور سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، شمس و قمر اور ستارے میرے نور سے، عقل و توفیق میرے نور سے، ارواحِ رسل و انبیاء میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور کے فیض سے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جز رابع کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت،

سکینہ، صبر اور صدق و یقین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک ہر پردہ میں غوطہ زن رکھا، جب اسے ان پردوں سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اس سے مشرق و مغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک رات میں چراغ، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا، پھر اسے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کیا، پھر وہ طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں اور آمنہ بنت وہب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے شکم میں آیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رسل کا سردار، آخری نبی، رحمۃ للعالمین اور روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا۔ تو اے جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتدا ہوئی'' ---

راز دان حقیقت، سراج امت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّلیت کو اس شعر میں کس جامعیت سے بیان کیا ہے:

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ

کَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ [۴]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز نہ کوئی آدمی پیدا ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی'' ---

علامہ اقبال نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا:

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
بزمِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے [۳]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے نورِ محمدی کو ہزار ہا سال تک اپنی جلوہ گاہِ خاص میں رکھا، پھر سلسلۂ تخلیقِ کائنات کا آغاز فرمایا تو نورِ محمدی کو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا--- پھر اس نور کو پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا[۴] یہاں تک کہ یہ نور پاک سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قرار پذیر ہو گیا---

جانِ بہار

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک جب آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں قرار پذیر ہوا، اس رات:

سارا عالم بقعۂ نور بن گیا--- زمین سرسبز و شاداب ہو گئی--- خشک درخت ہریالے اور بار آور ہو گئے--- قحط سالی دور ہوئی--- رزق میں اتنی فراخی اور وسعت ہوئی کہ ولادت مصطفیٰ کے سال کو 'سَنَةُ الْفَتْحِ وَ الْاِبْتِهَاج' (یعنی مسرت و شادمانی کا سال) کا نام دیا گیا--- خشکی اور تری کے تمام جانور، چوپائے، درندے اور پرندے ایک دوسرے کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوہ گر ہونے کی بشارت دینے لگے اور قریش کے تمام جانوریوں گویا ہوئے:

حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ اِمَامُ الدُّنْيَا وَ سِرَاجُ اَهْلِهَا---[۵]

''رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے، آپ دنیا بھر کے امام اور سورج ہیں''---

اس جانِ بہار کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام روئے زمین کی حاملہ عورتوں کے ہاں لڑکے عطا فرمائے---[۶]

ولادت سے تبرک حاصل کرو

سرکارِ ابد قرار ﷺ ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا--- ملائکہ بارگاہِ الٰہیہ میں عرض گزار ہوئے:

"بارالہا! تیرے نبی کے سر سے پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا اور وہ یتیم ہوگئے"---

ارشادِ خداوندی ہوا:

اَنَا وَلِیُّہٗ وَ حَافِظُہٗ وَ حَامِیْہِ وَ رَبُّہٗ وَ عَوْنُہٗ وَ رَازِقُہٗ وَ کَافِیْہِ فَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَ تَبَرَّکُوْا بِاِسْمِہٖ---[۷]

"میں خود اس کا حافظ و ناصر، ولی و مددگار، مربی و رازق، حامی و نگہبان اور کفایت کرنے والا ہوں، سو تم ان پر درود بھیجو اور ان کے اسم گرامی سے برکات حاصل کرو"---

دوسری روایت میں ہے:

وَ تَبَرَّکُوْا بِمَوْلِدِہٖ فَمَوْلِدُہٗ مَیْمُوْنٌ مُّبَارَکٌ---[۸]

"اے فرشتو! تم ان کی ولادت سے تبرک حاصل کرو، کیوں کہ آپ کی ولادت باعثِ خیر و برکت ہے"---

اس ارشادِ گرامی سے گویا یہ بتانا مقصود تھا کہ تم خیال کرتے ہو یتیم بے کس ہوتا ہے، مگر یہ حبیب بے کس نہیں، بلکہ یتیم ہو کر بھی بے کسوں کا کس اور بے بسوں کا فریادرس ہے--- عالم کی حاجت روائی کا سہرا اسی کے فرقِ ناز پر سجتا ہے---

سنہری تعویذ

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے حاملہ ہونے کا پتا ہی نہ چلا --- نہ مجھے دوسری عورتوں کی طرح کوئی بوجھ محسوس ہوا --- وَ اَتَانِیُ آتٍ وَ اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَ الْیَقْظَانِ فَقَالَ هَلْ شَعَرْتِ اَنَّکِ حَمَلْتِ فَکَاَنِّیُ اَقُوْلُ مَا اَدْرِیُ فَقَالَ اِنَّکِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ نَبِیِّهَا ---[۹]

''ایک روز میں نیند اور بیداری کے عالم میں تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا، آمنہ! تجھے علم ہے کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ تمہارے بطن میں اس امت کے سردار اور نبی تشریف فرما ہیں'' ---

ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

اَنَّکِ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْبَرِیَّةِ وَ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِیْهِ فَسَمِّیْهِ اَحْمَدَ وَ مُحَمَّداً وَ عَلِّقِیُ عَلَیْهِ هٰذِهِ فَانْتَبَهْتُ وَ عِنْدَ رَأْسِهَا صَحِیْفَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَکْتُوْبٌ عَلَیْهَا:

اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ ---[۱۰]

''اے آمنہ! تم تمام مخلوقات سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار کی والدہ بننے والی ہو، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد اور محمد رکھنا اور یہ تعویذ ان کے گلے میں لٹکا دینا --- جب میں بیدار ہوئی تو میرے پاس سونے کا ایک صحیفہ پڑا ہوا تھا، جس پر یہ الفاظ تحریر تھے:

أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ---

''میں اللہ واحد سے اس (نومولود) کے لیے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں''---

بزم کون ومکاں کو سجایا گیا

باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰات کی تشریف آوری کی شب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حاضری کا حکم دیا، چناں چہ فرشتے ایک دوسرے کو محبوب پاک کی آمد کی بشارتیں دیتے ہوئے زمین پر اترے فلم یبق ملک الا حضر---

''اور ایسا کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے بوقت ولادت حاضری نہ دی ہو''---

پہاڑ بلند ہو کر اظہارِ مسرت کر رہے ہیں---خوشی ومسرت سے سمندر کی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں اور نہر کوثر کے گرداگرد ستر ہزار کستوری کے درخت اگائے گئے---[11]

جنت میں میلاد کا صلہ

عرب میں رواج ہے کہ وہ اپنی محافل میں اگر، عود وغیرہ کا بخور جلاتے ہیں، جس سے محفل معطر ومعنبر ہو جاتی ہے---مسجد نبوی شریف بالخصوص ریاض الجنۃ میں روزانہ مغرب کے بعد اور تہجد کے وقت اعلیٰ اور عمدہ بخور جلایا جاتا ہے---

اہل جنت کے لیے بھی بخور کا اہتمام کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ یہ اعلیٰ ترین بخور ہو گا---چنانچہ اس کے لیئے شب ولادت لگائے جانے والے کستوری کے ستر ہزار

درختوں کے پھل سے بخور کا کام لیا جائے گا---[۱۲]

اس میں غالباً حکمت یہ ہے کہ اہل جنت عظمت میلاد مصطفیٰ کا مشاہدہ کر لیں اور جان لیں کہ جنت کی زینت اور خوش بو حضور ﷺ اور آپ کے میلاد کے صدقے ہے--- اس میں یہ اشارہ بھی مضمر ہے کہ جنت میں داخل ہونے اور جنتی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والے وہی ہوں گے جو ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا میں حضور ﷺ کے میلاد پر خوشی مناتے تھے---

چراغاں

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے روشنی اور چراغاں کا اہتمام فرمایا--- ہر آسمان پر روشنی کے دو دو ستون نصب کیے گئے، ایک زبرجد کا اور دوسرا یاقوت کا--- گویا یہ سرخ وسبز رنگ کی ٹیوبیں تھیں، جن سے آسمان بقعۂ نور بن گیا اور ولادت مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں نصب کی گئی ان ٹیوبوں کو باقی رکھا گیا---

چنانچہ جب شب اسریٰ آقا ومولا ﷺ کا آسمان سے گزر ہوا تو آپ کو بتایا گیا:

هٰذَا ضُرِبَ اسْتِبْشَاراً بِوِلَادَتِکَ---[۱۳]

''انہیں آپ کی ولادت کی خوشی میں نصب کیا گیا تھا''---

سراپا نور، نورٌ علیٰ نور ﷺ کی ولادت باسعادت کے لمحات نور فزا کا یہ عالم تھا کہ دنیا بقعۂ نور بن گئی--- اِمْتَلأَتِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوراً [۱۴] ستارے پھلجھڑیوں کی صورت زمین پر جھکے چلے آتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ سے مروی ہے [۱۵] ایک روایت میں ہے:

أُلْبِسَتِ الشَّمْسُ يَوْمَئِذٍ نُوراً عَظِيماً---[۱۶]

''اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا (یعنی سورج کا نور

بڑھادیا گیا)''---

پرچم لہرائے گئے

جشن ولادت سرکار ﷺ کے سلسلے میں پرچم لہرائے گئے، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھ سے تمام حجابات دور کردیے:

رَأَيْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِي الْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا فِي الْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ---[١٧]

''زمین کے مشارق ومغارب میرے سامنے تھے، میں نے تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے:
ایک جھنڈا مشرق میں، ایک جھنڈا مغرب میں اور ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر لگایا گیا''---

ان تین پرچموں کے علاوہ ایک پرچم زمین وآسمان کے درمیان لہرایا گیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رَأَيْتُ عَلَمًا مِنْ سُنْدُسٍ عَلٰى قَضِيْبٍ مِنْ يَاقُوْتٍ قَدْ ضُرِبَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ---[١٨]

''میں نے یاقوت کی چھڑی سے پیوستہ ریشمی جھنڈا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان لہرایا گیا''---

فرحت بخش شربت

شب ولادت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں تھے اور آپ کی بہو سیدہ آمنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں اکیلی تھیں، آپ فرماتی ہیں:

''مجھے قدرے خوف محسوس ہوا، اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا، اس نے اپنے پَر میرے سینے کے ساتھ ملے، جس سے خوف و ہراس زائل ہو گیا[۱۹] اس پرندے نے مجھے شربت پیش کیا، جو دودھ سے سفید، شہد سے شیریں اور کستوری سے زیادہ خوش بو دار تھا[۲۰] جس کے پینے سے مجھے نورانیت محسوس ہوئی --- پھر میں نے بہت سی دراز قامت حسین و جمیل عورتیں دیکھیں، میں نے کہا، تم کون ہو؟ --- کہنے لگیں، آسیہ (فرعون کی بیوی)، مریم بنت عمران (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور یہ ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں[۲۱] حوریں عرض کرنے لگیں:

اَرْسَلَنَا اللّٰهُ اِلَيْكِ لِنَتَبَرَّكَ بِهٰذَا الْمَوْلُوْدِ الَّذِيْ تَلِدِيْنَهُ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ---[۲۲]

''اے آمنہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف اس لیے بھیجا ہے تاکہ آج رات آپ کے ہاں پیدا ہونے والے مبارک فرزند سے ہم برکت حاصل کریں'' ---

آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

اسی اثنا میں ایک سفید ریشمی چادر زمین و آسمان کے درمیان آویزاں کر دی گئی --- کسی کہنے والے نے کہا، لوگوں کی نگاہ آپ پر نہ پڑنے پائے --- پھر میں نے کچھ لوگوں کو فضا میں معلق دیکھا، جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے تھے --- پرندوں کے ایک غول نے میرے حجرے کو گھیر لیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے --- اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے

پردہ اٹھا دیا، میں نے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا اور تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ کی چھت پر نصب تھا[۲۳] پھر ایک سفید پرندہ اپنے پروں کو میرے پیٹ سے مس کرتے ہوئے گویا ہوا:

اِظْـهَـرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ --- اِظْهَـرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ --- اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ --- اِظْهَـرْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ --- اِظْهَـرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ --- اِظْهَرْ يَا نُوْرً مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ --- بِسْمِ اللّٰهِ --- اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَظَهَرَ ﷺ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ --- اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ --- [۲۴]

''اے سید المرسلین! ظہور فرمائیے --- اے خاتم النبیین! جلوہ افروز ہو جائیے --- اے رحمۃ للعالمین! قدم رنجہ فرمائیے --- اے نبی اللہ! صحن عالم کو رونق بخشیے --- اے نور من نور اللہ! جلوہ افروز ہو جائیے --- بسم اللہ، اے محمد بن عبد اللہ! تشریف لائیے --- پھر حضور اکرم ﷺ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے رونق افروز ہوئے --- اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' ---

کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

خَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ --- [۲۵]

''جب آپ پیدا ہوئے تو ایسا نور ظاہر ہوا، جس سے شرق تا غرب ہر چیز روشن ہو گئی'' ---

دوسری روایت میں ہے:

خَرَجَ مِنِّيْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ --- [۲۶]

''مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے''---

اس حقیقت کو حضور ﷺ نے خود بھی بیان فرمایا:

رَأَتْ اُمِّیْ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ بِہٖ قُصُوْرُ الشَّامِ---[۲۷]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ شفا، جنہیں حضور ﷺ کی دایہ بننے کا شرف حاصل ہوا، فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو ایک آواز آئی:

رَحِمَکَ رَبُّکَ---

''تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے''---

فَاَضَاءَ لِیْ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی بَعْضِ قُصُوْرِ الشَّامِ---[۲۸]

''حضور ﷺ کی تشریف آوری سے میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی ہو گئی، یہاں تک کہ مجھے ملک شام کے محلات نظر آنے لگے''---

مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اجالا صبح شب ولادت [۲۹]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور ﷺ کی خصوصی اجازت سے جو نعتیہ اشعار پڑھے، ان میں بھی ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی نورانیت اور اُجالے کی منظر کشی کی گئی ہے:

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ [۳۰]

''اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے---[۳۱]

نورٌ من نور اللہ

ہر چند کہ حضور ﷺ بشری لباس میں جلوہ گر ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا نور بنا کر بھیجا، جیسا کہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں مژدہ جاں فزا یوں سنایا گیا:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْن---[۳۲]

''بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب''---

حضرت ابوامیہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِعَيْنَیَّ هَاتَيْنِ وَ كَانَ نُوْرًا كُلُّهٗ بَلْ نُوْرًا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ---[۳۳]

''میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ سراسر نور بلکہ (نورٌ من نور اللہ) اللہ کے نور میں سے نور تھے''---

آپ کا سایہ نہ تھا

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عَنْ اِبْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ظِلٌّ وَ لَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ ، وَ لَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ---[۳۴]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ

کا سایہ نہ تھا، جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے نور کی روشنی، سورج پر غالب آ جاتی، اسی طرح کسی چراغ کے سامنے قیام ہوتا تو آپ کے نور کی روشنی چراغ پر غالب رہتی"---

پہلا کام، پہلا کلام

جب سید عالم نور مجسم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا---حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فَوَضَعْتُ مُحَمَّداً وَ نَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَیْهِ اِلٰی السَّمَاءِ کَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ---[۳۵]

"جب محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے، میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں، اور اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف یوں اٹھائی ہوئی ہیں جیسے کوئی عجز و نیاز اور زاری سے دعا کر رہا ہو"---

سجدے سے سر انور اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ---[۳۶]

سہیلی روایت کرتے ہیں کہ ولادت کے وقت سب سے پہلا کلام آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالا وہ:

"جَلَالُ رَبِّیَ الرَّفِیْعِ" تھا---[۳۷]

اور یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْراً وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَ اَصِیْلاً---[۳۸]

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے

والد ماجد حضرت علامہ شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے، آپ ﷺ نے جناب الٰہی میں عرض کیا:

یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ---

''خدایا میری امت مجھے بخش دے''---

خطاب ہوا:

وَهَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰی هِمَّتِكَ---

''میں نے تیری امت تیری بلند ہمت کے سبب تجھے بخشی''---

پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا:

اِشْهَدُوْا یَا مَلَائِكَتِیْ اَنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَهٗ عِنْدَ الْوِلَادَةِ فَكَیْفَ یَنْسَاهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ---

''اے فرشتو! گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا''---[۳۹]

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت باسعادت سے کچھ دیر بعد ایک سفید بادل رونما ہوا، جس کے باعث محمد ﷺ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے---

میں سن رہی تھی کہ منادی کہہ رہا ہے:

''رسول اللہ ﷺ کو تمام روئے زمین اور تمام سمندروں کی سیر کراؤ اور جملہ ذی روح جن، انسان، وحشی، پرندے اور ملائکہ آپ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ کی صفات، صورت اور اسم گرامی سے آشنا ہو جائے---

پھر آپ کو آدم علیہ السلام کی صورت، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت،

ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت وقوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحیٰ علیہ السلام کی عصمت اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو تا کہ آپ تمام انبیاء کے کمالات وصفات کے جامع ہو جائیں---

پھر وہ بادل ہٹ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ سبز ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس سے پانی ٹپک رہا ہے---یکا یک آواز آئی:

بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم عَلٰی الدُّنیَا کُلِّھَا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَھْلِھَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِہٖ---

"واہ واہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں نہ ہو"---[۴۰]

ملک ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تخت ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت [۴۱]

مہر نبوت

پھر میں نے آپ کی طرف نگاہ کی، دیکھا کہ آپ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں اور آپ سے خالص کستوری کی خوش بو آ رہی ہے---اتنے میں میں نے تین آدمی دیکھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا تھال اور تیسرے کے پاس سفید ریشمی کپڑا تھا---کپڑے

کو کھولا تو اس میں سے ایک ایسی مہر نکلی جسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں--- اس نے آپ ﷺ کو آفتابے سے سات مرتبہ نہلایا، آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر لگائی، آپ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹا، تھوڑی دیر کے لیے اپنے پروں کے نیچے رکھا اور پھر مجھے واپس کر دیا"---[۴۲]

علم مصطفیٰ ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پیدا ہوئے تو جنت کے خازن، رضوان نے آپ کے کان میں کہا:

اَبْشِرْ یَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَ قَدْ اُعْطِیْتَهٗ فَاَنْتَ اَکْثَرُهُمْ عِلْمًا وَّ اَشْجَعُهُمْ قَلْبًا---[۴۳]

"یا محمد (اے بہت زیادہ تعریف کیے گئے!) آپ کو بشارت ہو کہ آپ کو تمام انبیاء کے تمام علوم عطا کر دیے گئے ہیں، آپ علم میں کل انبیاء سے فائق اور قوت و بہادری میں سب سے ممتاز ہیں"---

نکتہ

اہل عرب کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ حرف نفی کے بعد نکرہ استغراق و عموم کا فائدہ دیتا ہے، یہاں 'نبی' اور 'علم' دونوں نکرہ ہیں جو 'ما' نافیہ کے بعد آ رہے ہیں، اس استغراق و عموم سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو بوقت ولادت جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جملہ علوم حاصل تھے--- جب ولادت باسعادت کے وقت آپ کے علوم کا یہ حال تھا تو ظاہری حیات مبارکہ کے آخری ایام تک علوم و معارف کی کثرت کا کیا

عالم ہوگا، جب کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی---[۴۴]

''اور یقیناً ہر آنے والی ساعت آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے''---

چھ علامات

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے بعد میں نے چھ چیزوں کا مشاہدہ کیا:

۱ آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا---

۲ سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح فرمایا: لا الٰہ الا اللہ اِنِّی رَسُول اللہ---

۳ سارا گھر آپ کے نور سے روشن ہوگیا---

۴ میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی:
''اے صفیہ! انھیں غسل دینے کا تکلف نہ کرو، ہم نے ان کو پاک صاف پیدا کیا ہے''---

۵ آپ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے---

۶ کرتا پہناتے ہوئے میری نظر آپ کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت پر پڑی، جس پر 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' تحریر تھا---[۴۵]

کعبہ جھوم اٹھا

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب ولادت حرم کعبہ میں تھے---

آدھی رات کے بعد آپ ﷺ نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں جھک کر تکبیر کی آوازیں بلند کر رہا ہے---

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی اَلْاٰنَ قَدْ طَھَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَ اَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ---[۴۶]

''اللہ اکبر! محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب نے مجھے بتوں اور مشرکین کی نجاستوں سے پاک وصاف کر دیا ہے''---

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا [۴۷]

کعبہ تین دن تک اسی طرح جھومتا رہا اور اس سے یہ آواز آتی رہی، میرا نور مجھے واپس لوٹا دیا گیا، اب ہر طرف سے میری زیارت کرنے والے آیا کریں گے اور مجھے جہالت وگمراہی سے پاک کر دیا جائے گا---اے عزیٰ (بت کا نام)! تجھے ہلاکت ہو---[۴۸]

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت [۴۹]

اعلانِ عید

شب میلاد کعبے میں نصب بت اوندھے گر گئے--- جب سب سے بڑا بت 'ہبل' منہ کے بل گرا تو آواز آئی:

آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، جو مخلوقات کو گمراہی کی ظلمت سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا کرے گا--- جو سب کا رسول اور سراج منیر ہے:

اے فرشتگان! گواہ باشید مفاتیح خزائن بہ او ارزانی داشتند پس روزِ ولادتِ

اوراعید خود سازید وہر سال تا قیامت بہ آں روز تبرک جوئید---[۵۰]

''اے فرشتو! گواہ رہنا کہ حضور ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا کردی گئیں---سو آپ کے یوم ولادت کو اپنی عید بنالو اور تا قیامت ہر سال یوم میلاد سے تبرک حاصل کرتے رہنا''---

عجائبات

اس رات اور بھی بہت سے عجائبات کا ظہور ہوا، فارس کا آتش کدہ (جس میں ایک ہزار سال سے متواتر آگ جل رہی تھی اور اس کی پوجا ہو رہی تھی) ایسا سرد پڑا کہ کوشش بسیار کے باوجود دوبارہ روشن نہ ہوسکا---بحیرہ ساوہ جو کئی میلوں پر پھیلا ہوا تھا اور جس کے کنارے شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، اچانک خشک ہو گیا اور شیاطین کا آسمانوں پر داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا---کسریٰ کے عظیم الشان محل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے---[۵۱]

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکان کسریٰ صبح شب ولادت [۵۲]

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ عجائبات شب میلاد کا منظر یوں بیان کرتے ہیں[۵۳]:

وَ بَاتَ اَیْوَانُ کِسْرٰی وَ هُوَ مُنْصَدِعٌ
كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

''آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کا محل یوں پھٹ گیا (اور قابل مرمت نہ رہا) جیسے لشکر کسریٰ منتشر ہونے کے بعد پھر منظم نہ ہوسکا''---

وَ النَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَيْهِ وَ النَّهْرُ سَاهِی الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

''آتش مجوس کے شعلے بہ سبب افسوس کے سرد پڑ گئے اور نہر فرات ندامت و غم اور سراسیمگی کی وجہ سے اپنا منبع بھول گئی''---

وَ سَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا

وَ رُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِيَ

''اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کر دیا کہ بحیرۂ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا اور پیاسے جو اس کے گھاٹ پر آئے، تشنہ و خشمگین لوٹائے گئے''---

وَ الْجِنُّ تَهْتِفُ وَ الْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

وَ الْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَ مِنْ كَلِمِ

''اور جن، غیب سے آپ کے ظہور کی آوازیں دے رہے تھے اور انوار چمک رہے تھے اور ظاہر و باطن سے حق و صداقت کا ظہور ہو رہا تھا''---

عَمُوْا وَ صَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ

تُسْمَعْ وَ بَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

''منکرین اندھے اور بہرے ہو گئے، نہ ان کو بشارتوں کا اعلان سنائی دیا اور نہ تخویف کی بجلی ان کو نظر آئی''---

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ

بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

''حالاں کہ ان کو ان کے کاہنوں نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ان کا ٹیڑھا دین آئندہ قائم نہیں رہے گا''---

وَ بَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِى الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ

مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

''اور باوجود اس کے کہ انھوں نے اطراف آسمان میں اس طرح شہاب گرتے دیکھے، جس طرح زمین پر بتوں کا منہ کے بل گرنا دیکھا''---

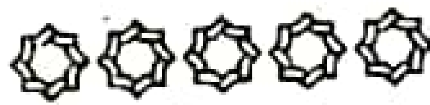
صبحِ سعادت

آخر کار کفر و شرک کی شبِ دیجور ختم ہوئی اور ایک نورانی صبحِ نو کا آغاز ہوا:

سر صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا
اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا
یہ گردنِ پُرنور کا پھیلا ہے اجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا [۵۴]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے انوار و تجلیات کے صدقے ہمارے قلوب کو منور فرمائے اور برکاتِ میلاد کے توسل سے دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحٰبہ اجمعین



حوالہ جات

۱......مصنف عبدالرزاق (الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف)، بیروت، صفحہ ۶۳ تا ۶۶

۲......امام اعظم ابوحنیفہ، قصیدۃ النعمان، مجتبائی دہلی، صفحہ ۲۱

۳......علامہ محمد اقبال، بانگ درا، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، صفحہ ۲۲۰

۴......سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، مطبوعہ بیروت، جلد ۱، صفحہ ۳۴/ القرآن، الشعراء، آیت ۲۹

۵......علامہ یوسف نبہانی، الانوار المحمدیہ، بیروت، صفحہ ۲۱

۶......زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۷

۷......محمد بن عبدالباقی، زرقانی، مصر، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰

۸......جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، حیدرآباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۹......ابن سعد، طبقات کبریٰ، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۹۸/ امام ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، لاہور، جلد ۱، صفحہ ۸۸

۱۰......ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، دلائل النبوۃ، حیدرآباد دکن، صفحہ ۴۰

۱۱......خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۱۲......وَ قَد انبتَ اللّٰہُ لَیلۃ ولد علٰی شَاطِیٔ نَہرِ الکَوْثرِ سَبْعِیْنَ اَلف شَجرَۃ مِن المِسْکِ الاذفر جعلت ثمارھا بخورَ اَھلِ الْجَنَّۃِ---[خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۷]

۱۳......خصائص کبریٰ،جلد ا،صفحہ ۴۷

۱۴......ایضاً

۱۵......امام احمد بن محمد قسطلانی،المواہب اللدنیہ،مصر،صفحہ ۱۱۶

۱۶......خصائص کبریٰ،جلد ا،صفحہ ۴۷

۱۷......المواہب اللدنیہ،مرکز اہل سنت نور بندر، گجرات، ہند،جلد ا،صفحہ ۱۲۵

۱۸......حجۃ اللّٰہ علَی العٰلمین،صفحہ ۲۲۶

۱۹......الانوار المحمدیہ،صفحہ ۲۳

۲۰......امام ابن جوزی،المیلاد النبوی،لاہور،صفحہ ۴۵

۲۱......یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللّٰہ علَی العالمین،صفحہ ۲۴۲

۲۲...... المیلاد النبوی،صفحہ ۴۴،۴۵

۲۳...... الانوار المحمدیہ،صفحہ ۲۳

۲۴......المیلاد النبوی،صفحہ ۴۵،۴۶

۲۵......حافظ ابن کثیر،السیرۃ النبویہ ،قاہرہ،جلد ا،صفحہ ۲۰۷/امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور،مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دارالفکر دمشق،جلد ۲،صفحہ ۳۶

۲۶......طبقات ابن سعد،جلد ا،صفحہ ۱۰۲

۲۷......ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، دلائل النبوۃ،مدینہ منورہ،جلد ا،صفحہ ۷۲

۲۸......دلائل النبوۃ،ابونعیم،جلد ا،صفحہ ۴۰/ زرقانی،جلد ا،صفحہ ۱۱۹

۲۹......مولانا حسن رضا خان،ذوق نعت، دین محمدی پریس لاہور،صفحہ ۲۹

۳۰......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم،صحیح مستدرک،جلد ۳،صفحہ ۳۲۷/مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر،جلد ۲،صفحہ ۳۰

۳۱......اشرف علی تھانوی،نشر الطیب،صفحہ ۹

۳۲...... المائدہ،۵:۱۵

۳۳......مصنف عبد الرزاق،جلد ا،صفحہ ۶۲،۶۳،حدیث ۱۷

۳۴......مصنف عبد الرزاق،جلد ا،صفحہ ۵۶،حدیث ۴

۳۵.....زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۲

۳۶.....علامہ عبدالرحمٰن جامی، شواھد النبوۃ، عمدۃ المطابع دہلی، صفحہ۳۶

۳۷..... السیرۃ النبویہ، زینی دحلان، جلد۱، صفحہ۳۸

۳۸.....ایضاً

۳۹.....مولانا شاہ نقی علی خان بریلوی، سرور القلوب بذکر المحبوب، لاہور، صفحہ۱۳

۴۰.....المواھب اللدنیہ و زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۴-۱۱۳/ خصائص کبریٰ، صفحہ۴۸

۴۱.....ذوق نعت، صفحہ۲۹

۴۲..... الانوار المحمدیہ، صفحہ۲۴

۴۳..... المواھب اللدنیہ و زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۵

۴۴..... الضحیٰ، ۹۴:۴

۴۵.....شواھد النبوۃ، صفحہ۳۶، ۳۵

۴۶.....شیخ عبدالحق محقق دہلوی، مدارج النبوۃ، نولکشور لکھنو، جلد۲، صفحہ۱۷

۴۷.....مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حدائق بخشش، رضا اکیڈمی بمبئی، جلد۱، صفحہ۲۶

۴۸.....خصائص کبریٰ، صفحہ۴۷

۴۹.....ذوق نعت، صفحہ۳۰

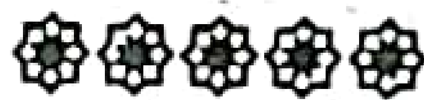
۵۰.....ملا معین کاشفی، معارج النبوۃ، سکھر، رکن دوم، صفحہ۴۳

۵۱.....خصائص کبریٰ، صفحہ۵۱

۵۲.....ذوق نعت، صفحہ۲۹

۵۳.....قصیدہ بردہ شریف، الفصل الرابع فی مولد النبی ﷺ

۵۴.....ایضاً، صفحہ۱۶



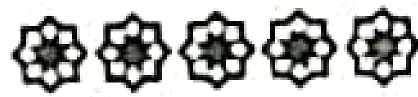


حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی دعا

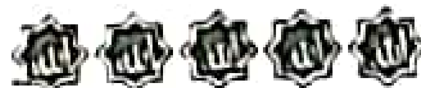
میلادِ نبوی ---باعثِ نجات

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں، جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیبِ پاک ﷺ پر درود بھیجتا ہوں---

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے، وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی---[اخبار الاخیار، مطبوعہ کراچی، صفحہ ۶۲۴]



وَ اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَ اَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ





کچھ
بیان
اپنا

جشنِ میلاد کا پیغام

اسلام نے اپنے ماننے والوں اور نام لیواؤں کے لیے جہاں خوشی اور مسرت کے دو دن مقرر کیے ہیں---عید الفطر اور عید الاضحیٰ---وہاں جمعہ کا روز بھی اہل ایمان کے لیے عید کا درجہ رکھتا ہے---ان کے علاوہ اہلِ اسلام، سید کائنات ﷺ کی ولادت کے روز کو بھی عید قرار دیتے ہیں---حضور رحمۃ للعالمین، شارعِ دین متین ﷺ کے فرمان:

اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلَی الضَّلَالَۃِ---[۱]

''بے شک میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی''---

اور

مَا رَآہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ---[۲]

''جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے''---

کے مصداق امت مسلمہ کا یہ عمل بلاشبہ حق و راستی پر مبنی ہے---

جس روز سعید میں باعث تکوین کائنات ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس جہان کو سرفراز فرمایا، اس روز کا کوئی ثانی نہیں---یہ دن صرف اہل اسلام کے لیے ہی نہیں، اقوام عالم

اور جمیع انسانیت کے لیے روز عید ہے---آپ ﷺ چوں کہ کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہیں، اس لیے اس نعمت کے حصول پر اظہار مسرت، عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے---

مقام غور یہ ہے کہ آیا صرف اسی ایک عمل سے ہماری نجات ممکن ہے؟---یہ درست ہے کہ رب العالمین جل جلالہ نے اپنے نیک بندوں، خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرے کو قرآن کریم میں جگہ دے کر "اُذْکُرْ" [۳] کے الفاظ قرآنی کے ساتھ ہمارے لیے تذکرہ رسول کی ریت قائم فرمادی ہے---یہ بھی تسلیم کہ خود سرور کائنات ﷺ نے پیر کے دن کا روزہ رکھ کر اس بات کا اشارہ دیا کہ میرا یوم ولادت خاص اہمیت کا حامل ہے---[۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے گھر میں واقعات ولادت سنائے، جس پر سید ہر عالم، نور مجسم ﷺ نے انھیں اپنی شفاعت کے حلال ہونے کا مژدۂ جاں فزا سنایا---[۵]

غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت کے تذکرے پر مشتمل اشعار آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور آپ سے کلمات تحسین وصول کیے [۶] دو شعر درج ذیل ہیں:

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَ رْضُ وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَآءِ وَ فِی النُّ وْرِ وَ سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

"اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین روشن ہوگئی اور آفاق منور ہو گئے، سو ہم اسی ضیا اور اسی نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں"---

ابولہب جیسے دشمن مصطفیٰ کو اپنی موت کے بعد شہادت کی انگلی سے پانی کا ملنا اور عذاب قبر میں تخفیف، ولادت مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی بنا پر تھی---[۷]

لیکن کیا جن کی آمد کے دن کو "عید" قرار دینے کے لیے یہ اور دیگر متعدد قرآن وسنت کے دلائل موجود ہیں، وہ آقا ﷺ ہمارے صرف اس ایک عمل سے خوش ہو جائیں گے؟---خواہ ہم بداعمالی، نفس پرستی اور سرکشی کی دَل دَل میں سرتا پاؤں اترے ہوئے ہوں اور خواہ خود سرور کائنات ﷺ کے ہزاروں احکامات اور فرامین کو مسلسل نظر انداز کرنے کے مرتکب کیوں نہ ہو رہے ہوں؟---

یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ امت مسلمہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے روز جو جائز اعمالِ مسرت انجام دیتی ہے، اس کی کوئی نہ کوئی اصل قرآن وسنت میں موجود ہے---حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق، وقت ولادت پوری دنیا نور سے جگمگا اٹھی تھی---[۸]

اسی قسم کی روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے---[۹]

لہٰذا ہمارا چراغاں کرنا اور محبوب اکرم ﷺ کے تصدق سے ملا ہوا کثیر روپیہ خرچ کرنا، اس اظہارِ مسرت کے طور پر بجا ہے---

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مبارک ساعت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کو تین جھنڈے لے کر زمین پر اترتے اور ان میں سے ایک کو مشرق میں، ایک کو مغرب میں، جب کہ تیسرے جھنڈے کو بیت اللہ کی چھت پر نصب کرتے ملاحظہ فرمایا تھا---[١٠]

اس لیے عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے لیے کوچہ و بازار کا جھنڈیوں سے آراستہ کیا جانا، باعث برکت اور اظہارِ عظمت کے جدید تقاضوں کے عین مطابق ہے---لیکن کیا جس کی آمد کے وقت، دن اور مہینے کی تعظیم و توقیر کے لیے ہم بچھے چلے جاتے ہیں، اس ہستیٔ پاک ﷺ کی تعلیمات اور حیات طیبہ کو یکسر فراموش کرنے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع سے اغماضِ نظر کر لینے سے آقا حضور ﷺ ہم سے راضی ہوں گے؟---

سرورِ ہر عالم ﷺ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نسل انسانی کو باطل قوانین اور واہیات و خرافات سے نجات دلائی اور ہزاروں خداؤں کے سامنے جھکنے والی جبینوں کو ایک خدا کے حضور میں جھکا دیا--- ناحق زنجیروں کو کاٹا اور جھوٹے خداؤں کی اطاعت سے گراں بار گردنوں کو آزادی عطا کر دی---[١١]

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کے امتی ہونے اور ان کی محبت کا دم بھرنے کے باوجود پھر سے واہیات و خرافات کو دعوت دے کر آپ سے آپ ہی جاہلیت کے طوق و سلاسل کو گردن میں ڈالے چلے جاتے ہیں---

سب سے بڑی پریشانی تو اس بات کی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے یوم ولادت کے موقع پر نکالے جانے والے جلوس بھی ان خلافِ شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کے قلع قمع کے لیے آں حضرت ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی--- یہ بے ادبی اور گستاخی کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس، رقص و موسیقی، اخلاق باختہ گانوں کے شور و غل اور عورتوں سے چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے بھرے ہوئے ہوں---اس پر طرہ یہ کہ علماء دین متین اور انتظامیہ نوٹس نہ لے اور ان خلاف شرع باتوں کے ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہ کیے جائیں---

کیا محبت رسول، اتباع رسول اور اظہار عظمتِ رسول کے یہی تقاضے ہیں؟---اس طرح کی بیہودگیوں پر رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس کو جس قدر اذیت ہوتی ہوگی، اس کی بھی کسی کو خبر

ہے یا نہیں؟---

انسانیت کی سب سے قیمتی متاع تو صرف سرکار ﷺ کی ذات گرامی ہے، اس لیے حصولِ سعادت کے طور پر جس قدر بھی جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام ہو، کم ہے--- ان سے جس قدر اظہارِ محبت ہو، تھوڑا ہے--- بلکہ انسانیت کی اصل معراج اور ایمان کی کاملیت کا نشان ہی یہ ہے کہ ان سے عشق ومحبت کا اچھے سے اچھا انداز اپنایا جائے اور مدح وثنا کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ منتخب کیا جائے--- لیکن ہمارے ملک میں منعقد ہونے والی بہت سی محافل میلاد، خصوصاً محافل نعت میں اظہارِ عشق کا انداز عامیانہ ہوتا ہے اور کائنات کی سب سے عظیم ہستی کے شایان شان نہیں ہوتا--- کہاں یہ کہ خداوند کریم عزوجل ان سے تخاطب کے وقت محبت بھرے القاب سے پکارے اور خالی ان کا نام لینا خلافِ ادب سمجھے [۱۲] ان کی عمر کی قسم [۱۳] اور اس سرزمین کی قسم بیان کرے، جس پر وہ چلتے پھرتے ہوں [۱۴] ان کی بارگاہ میں اونچا بولنے کو حبطِ اعمال کا سبب قرار دے [۱۵] ایسا کرنے والوں کو عقل وشعور سے عاری ہونے کا اعلان فرمائے [۱۶] اور واضح طور پر ''تعزروہ و توقروہ'' [۱۷] ''ان کی عزت کرو اور ان کی توقیر بجالاؤ'' کا حکم دے--- لیکن ان کے نام لیوا میلاد کے جلسوں جلوسوں میں ایسی روش اختیار کریں جس کا معمولی افسر کے روبرو انجام دینا بھی خلافِ ادب ہو--- کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے دل محبت رسول ﷺ سے عاری ہو چکے ہیں؟--- صرف مجلسیں اور محفلیں روشن کرنے کا شوق غالب ہے اور دلوں پر سیاہی چھائی ہوئی ہے؟--- اگر یہ بات ہے تو پھر ہماری بدبختی اور حرماں نصیبی کی انتہا ہے---

معتبر روایات کے مطابق خیر البشر ﷺ نے دنیا میں پہلا سانس لیتے ہی اپنے سرانور کو بارگاہِ ایزدی میں جھکا دیا تھا [۱۸] تو کیا ولادت پاک کے تذکرے میں ہمارے اندر کبھی اس تحریک نے جنم لیا کہ ہم بھی کم از کم پانچ وقت میں تو پروردگار کے حضور میں اپنی پیشانیوں کو خم کرلیا کریں--- جس عمل سے محبوبِ خدا ﷺ کو راحت ملا کرتی تھی [۱۹] اور جس عمل سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوا کرتی تھیں [۲۰] ہم اس سے کس قدر نفور ہیں اور کھلی بغاوت کا اعلان کیے ہوئے ہیں؟---

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب میں نے منصفِ اعلیٰ حضور ﷺ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے دائیں جانب سے دودھ پی کر منہ موڑ لیا تھا [۲۱] اور دوسری جانب سے شاید اس لیے دودھ نہ پیا کہ کہیں اپنے رضاعی بھائی کا حق سلب نہ ہو--- پھر کیا ہم نے بھی عید میلاد کے روز اس بات پر غور کیا کہ اپنے اعزاء واقرباء، ہمسایوں، محلہ داروں،

ہم وطنوں یا ہم مذہبوں کے حقوق کی پامالی سے خود کو کس حد تک محفوظ پاتے ہیں؟---

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کے پروگرام، اصل میں بے مثل ﷺ ہادی و محسن اعظم کی سیرت طیبہ کی عظمت کا اعلان ہیں---لیکن ہمارے اکثر نوجوان ان کی سیرت سے بے خبر ہیں---عمل کی نوبت تو اس وقت آئے جب بے خبری اور بے عملی کے خول سے باہر نکلنے کی کوئی سبیل پیدا ہو---ذرا سوچیے کہ ہم نے ان کی سیرت طیبہ کا کس قدر مطالعہ کیا ہے؟---جشن میلاد کا پاک مقصد یہ بھی ہے کہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام پیش کرنے کا موقع ملے کہ اہلِ ایمان سے خداوند کریم جل جلالہ اس کا تقاضا فرماتا ہے[۲۲] مگر اس وظیفہ خداوندی سے ہم نے اپنی روح و جاں کو کس قدر سرشار کیا اور ماہ میلاد کی ساعتوں میں درود پڑھنے اور محافل درود میں شرکت کی کس قدر ہمیں سعادت وار جمندی میسر آئی؟---

محافل میلاد کی ایک غرض و غایت یہ بھی ہے کہ ہم اقوام عالم پر یہ بات واضح کر دیں کہ ہمارے رسول و محبوب ﷺ دنیا کے تمام قائدین اور رہنماؤں سے برتر اور افضل و اعلیٰ ہیں---یہاں تک کہ آپ کی ولادت طیبہ، عالم شیر خوارگی اور بچپن بھی مثالی اور قابل رشک ہے---اس طرح اہل ایمان کو یہ تحریک ملنی چاہیے کہ وہ دین مصطفوی کو مذاہب عالم پر غالب کرنے کی مساعی عمل میں لائیں---مگر ہم میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جو میلاد مناتے ہوئے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور با برکت محافل میلاد کو وسیع تناظر میں با مقصد اور مفید سے مفید تر بنانے کی شعوری کوششیں بروئے کار لاتے ہیں؟---

یہ اور اس قسم کے سیکڑوں سوالات ہیں جن کا جواب طلب کیا جائے تو سوائے ندامت اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا---کیوں کہ ہم نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ ۱۲ ربیع الاول کا اصل پیغام کیا ہے؟---

۱۲ ربیع الاوّل کا پیغام یہ ہے کہ:

1 ہم نبی اکرم ﷺ کی محبت کو اپنا جز وایمان بنالیں---کہ ایمان کی روح یہی ہے اور اس کے بغیر ایمان کا تصور ناممکن حد تک محال ہے---[۲۳]

2 سید المرسلین ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کے طور پر درود و سلام کی کثرت کی جائے---

3 تعظیم وتوقیر سرکار ابد قرار ﷺ کو حرز جاں بنالیا جائے اور یہ عقیدہ ذہناً، قلباً ہر وقت مستحضر رکھا جائے کہ آپ کی گستاخی کفر صریح [۲۴] اور ارتداد ہے، جس کی سزا قتل ہے--- [۲۵]

4 محبت رسول اللہ ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات اور سیرت طیبہ پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے کا نہ صرف تہیہ کریں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں کو آپ کی سیرت کے نور سے عملاً منور کریں---

5 سرور کائنات ﷺ نے اپنی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بتایا ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الاَخْلَاقِ--- [۲۶]

''میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں''---

لہٰذا ہم بھی جھوٹ، غیبت، لگائی بجھائی، تکبر وانانیت، ہوس پرستی اور اس جیسی دیگر آلودگیوں سے اپنے مَن کو صاف کریں اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں---

6 جملہ ارکانِ اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں، خصوصاً ترک نماز سے سرور ہر دوسرا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ناراضی کا عذاب مول نہ لیں---

7 یوم میلاد کا ایک اہم پیغام یہ بھی ہے کہ صاحب میلاد، حضور ﷺ کے مبلغانہ مشن اور نصب العین سے مکمل آگہی حاصل کریں اور اپنے اہل وعیال سمیت عملاً اس پر گامزن رہیں---

8 آپ ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد دین حق کو تمام باطل نظاموں پر غالب کرنا ہے--- عید میلاد النبی کے موقع پر آپ ﷺ کے مشن کی خدمت کے لیے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد کرنا چاہیے اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور عالمی سطح پر غلبہ اسلام کے لیے اخلاص کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کے مطابق کوشاں رہنا چاہیے---

9 عالم اسلام اس وقت زبوں حالی اور عظیم ابتلا کے دور سے گزر رہا ہے، وہ دین جس کو مذاہب عالم پر غالب کرنے کے لیے نبی آخر ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی [۲۷] اس کو مٹانے کے لیے بین الاقوامی سازشیں عروج پر ہیں--- وہ ملت جس کے ساتھ علوم مرتبت کا قرآنی وعدہ موجود ہے [۲۸] عصر حاضر میں اختلاف وانتشار اور پستی کا شکار ہے--- اس لیے جشن میلاد ہمارے دلوں پر دستک دے کر ہمیں جھنجھوڑتا ہے کہ:

مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، فرقہ بندیوں سے بالاتر ہو کر نئے جذبوں اور نئے ولولوں کے ساتھ دین متین کی اشاعت اور غلبۂ حق کے لیے اپنی تمام

توانائیاں صرف کردو، وگرنہ:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ناداں مسلمانو!
تمھاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

بصیر پور شریف | (صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری
۲۵ رفروری ۲۰۰۷ء | مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب

حواشی

۱......ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب السواد الاعظم، صفحہ ۲۹۲/ ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں یہ حدیث یوں نقل کی ہے:

ان اللّٰہ لا یجمع امتي علی الضلالۃ---جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۳۹

۲......امام احمد بن محمد بن حنبل، مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۳۷۹/ نور الدین علی ابن ابو بکر ہیثمی، مجمع الزوائد، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷

۳......﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾---[مریم، ۱۹:۴۱]

''اور (اے محبوب!) آپ اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، بے شک وہ بہت سچے نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾---[مریم، ۱۹:۵۱]

''اور (اے حبیب!) آپ اس کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، جو برگزیدہ تھے اور رسول نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾---[مریم، ۱۹:۵۴]

''اور (اے حبیب!) اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، وعدہ کے سچے اور رسول نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾---[مریم، ۱۹:۵۶]

''اور (اے حبیب!) آپ اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، بے شک وہ بہت سچے نبی تھے''---

﴿وَ اذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ﴾---[صٓ، ۳۸:۱۷]

''اور (اے محبوب!) یاد فرمایئے ہمارے طاقت ور بندے داؤد (علیہ السلام) کو''---

﴿وَ اذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ﴾---[صٓ، ۳۸:۴۱]

''اور یاد کیجیے ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو''---

﴿وَ اذْکُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَار---[صٓ، ۳۸:۴۵]

''اور یاد کیجیے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) قوت اور بصیرت والوں کو''---

﴿وَ اذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْکِفْلِ وَ کُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَار﴾---[صٓ، ۳۸:۴۸]

''اور یاد کیجیے اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کو اور یہ سب پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں''---

۴......مسلم بن الحجاج القشیری، جامع صحیح، کتاب الصیام

۵......شیخ الدلائل عبدالحق محدث الہ آبادی، الدر المنظم (ساتواں باب)/عمر بن حسن الاندلسی، التنویر فی مولد السراج المنیر بحوالہ ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری، رسول الکلام فی بیان المولد و القیام، صفحہ ۴۵

۶......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، صحیح مستدرک، جلد ۳، صفحہ ۳۲۷/ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۵/علامہ یوسف نبہانی، المجموعۃ النبھانیۃ فی المدائح النبویۃ، دارالفکر، جلد ۱، صفحہ ۵۶

۷......حافظ شمس الدین ابن جزری، عرف التعریف بالمولد الشریف بحوالہ حجۃ اللّٰہ علی العالمین للنبھانی، صفحہ ۲۳۷

۸......امام محمد بن سعد، طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۲/امام جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۶

۹......حافظ ابن عبدالبر، کتاب الاستیعاب، جلد ۱، صفحہ ۱۶۱/امام ابوالفداء حافظ ابن کثیر، البدایۃ و النھایۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۵۸/سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ و الآثار

المحمدیة،جلد۱،صفحہ۳۸

۱۰......محمد بن عبدالباقی زرقانی،شرح المواھب للزرقانی ،جلد۱،صفحہ۱۱۲/یوسف بن اسماعیل النبهانی،الانوار المحمدیة،صفحہ۲۳

۱۱......الاعراف:۱۵۷

۱۲......کہیں فرمایا ’’یا ایھا النبی ‘‘الممتحنة:۱۲/الانفال:۶۴-۶۵-۷۰/التوبہ:۷۳/الاحزاب:۱-۲۸-۴۵-۵۰-۵۹/الطلاق:۱/التحریم/کہیں ’’یا ایھا الرسول ‘‘کہہ کرخطاب فرمایا،المائدة:۴۱-۶۷

۱۳......الحجر:۷۲

۱۴......البلد:۱-۲

۱۵......الحجرات:۲

۱۶......الحجرات:۶

۱۷......الفتح:۹

۱۸......علی بن برہان الدین حلبی،السیرة الحلبیة ،جلد۱،صفحہ۵۴/علامہ یو... اسماعیل نبهانی،حجة الله علی العالمین،صفحہ۲۲۴

۱۹......ابوداؤد،کتاب الادب

۲۰......ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل،مسند امام احمد،جلد۳،صفحہ۱۲۸-۲۸۵

۲۱......زرقانی،جلد۱،صفحہ۱۴۳/علامہ احمد بن محمد قسطلانی،المواھب اللدنیه (طبع مع الزرقانی) جلد۱،صفحہ۱۴۳/علامہ ابن جوزی،مولد العروس،صفحہ۳۱/علامہ سید احمد زینی دحلان،السیرة النبویة،جلد۱،صفحہ۴۸

۲۲......الاحزاب:۵۶

۲۳......الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الایمان ،باب حب الرسول من الایمان/الجامع الصحیح للمسلم،کتاب الایمان،باب وجوب محبة رسول الله ﷺ

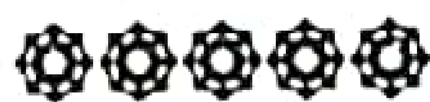
۲۴......التوبہ:۱۳-۱۴-۶۱-۶۳-۵۶-۷۴/النساء:۶۵/البقرہ:۱۰۴

۲۵......علامہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری،خلاصة الفتاوی،جلد۴،صفحہ۳۸۶

۲۶......ابوعبداللہ مالک بن انس،موطا امام مالک،کتاب الجامع ،باب ما جاء فی حسن الخلق،مطبع نور محمد اصح المطابع ،کراچی،صفحہ۷۰۵

۲۷......التوبہ:۳۲/الفتح:۴۸/الصف:۹

۲۸......آل عمران:۱۳۹



Scanned with CamScanner

بٹے پھر عافیت کا رزق بستی کے گداؤں میں

وسیلہ آپ کا ہے یا نبی شامل دعاؤں میں
گداز و سوز کی مشعل جلی ہے التجاؤں میں

بنو نجار کی ان بچیوں پر رحمتیں برسیں
صدائیں آج بھی آباد ہیں جن کی ہواؤں میں

مری شاخِ دعا پر تتلیوں کا رقص جاری ہو
چراغِ آرزو روشن رہیں گھر کی فضاؤں میں

نبی جی! آپ کی دہلیز پر میں لوٹ آتا ہوں
کسے جا کر سناؤں حالِ دل اپنا خلاؤں میں

نبی جی! پوچھتی ہیں خوشبوئیں بادِ گلستاں سے
جلائے کس نے خیمے عصرِ نو کی کربلاؤں میں

ادھورے جسم لے کر در بدر پھرتے رہیں کب تک
بٹے پھر عافیت کا رزق بستی کے گداؤں میں

تشدد کی اتر آئی ہے رت آنگن کے پیڑوں پر
کھلیں امن و اماں کے پھول میری تمناؤں میں

زمیں پر حشر برپا کر رکھا ہے کن لٹیروں نے
یہ بے چینی ہے کیسی آسمانی فاختاؤں میں

ہر اک خطہ زمیں کا چھن رہا ہے اس کے ہاتھوں سے
حضور! امت کھڑی ہے آپ کی کن انخلاؤں میں

شہا! وحشی قبائل پیٹتے ہیں ڈھول جنگل میں
سنی ہیں ان گنت چیخیں بھی بے ہنگم صداؤں میں

مہذب ساعتوں کا اس طرف سے ہو گزر آقا!
جہالت بٹ رہی ہے آج بھی جھوٹے خداؤں میں

گرے بجلی ضمیروں پر مسلسل تازیانوں کی
خدا کو یاد رکھے کیا کوئی برگد کی چھاؤں میں

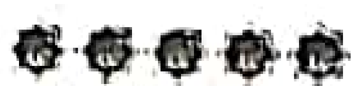
نیاز و عجز کا سورج نہیں آتا جبینوں پر
نئی اندھیر نگری سر اٹھاتی ہے اناؤں میں

کھڑے ہیں یا نبی سب لوگ خالی چھاگلیں لے کر
نہیں پانی کا اک قطرہ بھی ان کالی گھٹاؤں میں

مرا گھر بھی یہیں ہو گا کسی رستے پہ چل پڑنا
ثنائے مرسلِ آخر ﷺ کی روشن کہکشاؤں میں

ریاض مضطرب جائے تو جائے بھی کہاں آقا!
سکونت کی پڑے زنجیر دیوانے کے پاؤں میں

ریاض حسین چودھری



صبحِ بہارِ جاوداں

پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری

۱۲ ربیع الاوّل --- صبحِ بہارِ جاوداں ہے --- وہ لمحہ، جب آفاق کے سارے نظارے جگمگا اٹھے --- گلشنِ فطرت میں ہر سو پھول، کلیاں مسکرائیں --- وہ لمحہ، ایک البیلی مہک جب رچ گئی ساری فضاؤں میں --- دھنک رنگوں کے جھرنے بہ پڑے کون و مکاں میں --- وہ لمحہ، جب زمین و آسماں میں نور کا سیلاب امنڈ آیا --- سب بحر و بر خوشیوں کے اک طوفان میں ڈوبے --- وہ لمحہ، شش جہت میں ایک لاہوتی سماں تھا، جب --- فرشتے چاہتوں کے سب خزانے لے کے آتے تھے --- وہ لمحہ، جب حریم قدس کے جلووں کی تابانی حرم کے آس پاس اتری --- کونین کی سب ندرتیں کاشانۂ عبداللہ (ﷺ) کی زیبائی میں ڈھل آئیں --- وہ لمحہ جب خدا کے حسنِ تخلیق کا سارا نکھار آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی گود میں سمٹ آیا --- جب زندگی نے اپنی سب رعنائیوں کو ایک پیکر میں سجے دیکھا --- حسین و دلربا پیکر ---

''وہ پیکرِ نورِ ازل'' --- جس کا تصور ذہن میں آتے ہی روح مسکراتی --- اور زندگی بہاروں میں ڈوب ڈوب جاتی ہے --- ''وہ کہ'' جس کا وجود فطرت کی سب تابانیوں کا مرقع --- اور آب و گل کی ساری آسائش کا حاصل ہے --- ''وہ کہ'' جس کا نام کتاب فطرت کے سرورق پر لکھا ہوا --- اور آسمان و زمین کی سب وسعتوں پر چھایا ہوا ہے --- ''وہ کہ'' جس کے نور سے مطلعِ صبحِ ازل روشن --- اور جس کے جلووں سے چہرۂ شامِ ابد تاباں ہے --- ''وہ کہ'' جس کے ذکر سے کون و مکاں میں رنگ برستے ہیں --- اور جس کے پیار میں سب عرشیوں کے، فرشیوں کے

دل دھڑکتے ہیں---"وہ کہ" جس کے ماتھے پر "لولاک لما" کا جھومر ہے---اور سر پر تاج "رحمۃ للعٰلمین" ہے سجا---"وہ کہ" جس کی خاطر سب مخلوق بنائی ہے رب نے---اور جس کے وجودِ اقدس میں ایک شانِ یکتائی درخشاں ہے---"وہ کہ" جس کی ذات میں پرتو ہے نورِ کبریا کا---اور جس کے جلووں کی تابانیاں کونین میں بٹتی ہیں ہر سو---"وہ کہ" جس کے آنے سے بہار اتری زمیں پر---افق سے تا افق، قوسِ قزح کا رنگ بکھرا---"وہ کہ" جس کو پیار سے رب نے پکارا، جس طرح چاہا---وہ مزمل، وہ مدثر، وہ یٰسٓ اور وہ طٰہٰ---جو بہر مومناں بن کر رؤف آیا، رحیم آیا---خطا پوش و عطا پاش و خلیق آیا، کریم آیا---

ہاں! اسی ذاتِ گرامی کے ظہورِ قدسی کا لمحہ ہے ۱۲ ربیع الاوّل---سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمت ہر عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا لمحہ---یہ لمحہ تابناک اور جاوداں ہے---اسے وقت کے تسلسل کی ان گنت کڑیوں میں سے فقط ایک کڑی نہ جانیے---اسے زمانے کے بہاؤ کی لاتعداد موجوں میں سے اک موج نہ سمجھیے---کہنے کو تو یہ بھی ایک لمحہ ہی ہے---زمان مسلسل کا ایک جزو---لمحوں کے شمار کا ایک حصہ---مگر یہ ان سے ماورا ہے---حقیقت میں زمانہ سارا مل کر بھی نہ اس کی مثل ہے---اور نہ اس کا بدل---یہ لمحہ کیا ہے؟---دہر کی تابانیوں کا جوہر یکتا---زمانے کے بہاؤ کی سب موجوں کا حاصل---ازل سے ابد تک عرصۂ وقت کا سب سے سندر لمحہ---اور کیوں نہ ہو کہ---زمانے سب بنائے ہیں خدا نے مصطفیٰ ﷺ کے واسطے---ہر زمانہ انھی سے فیض پائے---ہر لمحہ ان کی نسبت سے تابانیاں سمیٹے---ہر دور، ہر صدی میں نمایاں انھی کی ہستی---سچ یہ کہ اعتبارِ دہر بس مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے---ملا ہے وقت کو دستورِ سرمدی ان سے---پھر کیوں نہ ان کے میلاد کا لمحہ یگانہ ٹھہرے---اور وقت کی ہر ساعت، ہر پل، ہر آن پر حاوی رہے---ان کی ولادت ہی سے دنیا میں نیا ماحول ابھرا ہے---نیا اک وقت کا دھارا چلا ہے---نئے موسم کھلے ہیں---نئے جلوے سجے ہیں---نئے اک روپ میں دنیا ڈھلی ہے---نیا تصور زندگی کا---نیا شعور آدمیت---نئی ہدایت---نئی شریعت---نیا منہاج---نیا آہنگِ دین---غرض! دنیا نے پایا اک نیا اندازِ جیون کا---اک انقلاب پھوٹا ہے جہاں میں مصطفیٰ ﷺ کے آنے سے---نئے زمانے، نئے صبح و شام کا آغاز ہے ان کی ولادت---کائناتی وقت (Cosmic Time) کی تقسیم کا محور ہے ان کی ذات---الوہی کیلنڈر (Divine Calender) انھی کی نسبتوں کے ساتھ چلتا ہے---دیکھیے! زمانے تین ہیں کل---ماضی، حال اور مستقبل---خدا کے ہاں تینوں کا سنگم مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے---محمد ﷺ کی نبوت ہی وہ پیمانہ ہے، جس سے وقت کی تقسیم ہوتی ہے---پڑھیے قرآن میں:

﴿و الذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون﴾---

''وہ (اہلِ تقویٰ) ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ ﷺ پر اترا اور جو آپ ﷺ سے پہلے اترا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں''----

دیکھیے! اس آیت نے کھول کر بتا دیا کہ--- ماضی، حال اور مستقبل، تینوں زمانوں کا تعین مصطفیٰ ﷺ کی نسبتوں سے ہوتا ہے--- زمانہ ماضی آپ ﷺ کے ظہور قدسی سے شروع ہو کر پیچھے کی طرف چلتا ہے--- چناں چہ آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ اس سے پچھلی تمام شریعتیں، سارے دین اور آسمانی کتابیں یک دم منسوخ ہو کر قصہ ماضی بن گئیں--- آپ ﷺ کی بعثت سے جو دین شروع ہوا، وہ قیامت تک باقی رہے گا--- سو! اب رہتی دنیا حضور ﷺ کی رسالت کا زمانہ حال ہے--- اور آخرت، نبوت محمدی کی ساری پوشیدہ عظمتوں (Hidden Glory) کی نمود کا زمانہ مستقبل--- یوں اس آیت میں 'ک'' استعارہ ہے مصطفیٰ ﷺ کی ذات کا--- اور اسی 'ک'' سے تینوں زمانے جڑے ہیں--- پس ماضی، حال اور مستقبل کا خط امتیاز (Distinguishing Symbol) محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے--- سچ کہا ہے شاعر نے:

زمانہ تیرے لیے ہے، ازل ابد تیرے
ان آئینوں میں جھلکتے ہیں خال و خد تیرے

کائناتی انقلاب کا لمحہ

حضور ﷺ کی ولادت نے تاریخ بنائی ہے--- دنیا سنواری ہے--- اور وقت کے نئے سانچے اجالے ہیں--- میلاد مصطفیٰ ﷺ کا لمحہ کائناتی انقلاب کا لمحہ ہے--- اس کی کوکھ سے پھوٹا ہے اک سچا، حقیقی انقلاب--- ایسا انقلاب، جس نے رخ بدل دیا کونین کا--- ذہن بدلے، مزاج بدلے--- اخلاق بدلے، آثار بدلے--- افکار بدلے، اطوار بدلے--- معیار بدلے، منہاج بدلے--- نظام بدلے، سماج بدلے--- پھر یہی نہیں کہ صرف انسان بدلے--- حقیقت میں ساری کائنات بدل دی اس انقلاب نے--- حضور اقدس ﷺ دنیا والوں کے لیے سراپا رحمت بن کر تشریف لائے--- رحمۃ للعالمین آپ ﷺ کی شان بھی ہے--- طبیعت اور مزاج بھی--- سیرت اور اخلاق بھی--- مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کے لمحے خدا نے پوری کائنات پر رحمت کی چادر تان دی--- ہر شے کی فطرت میں رحمت انڈیل دی--- موسموں کے تیور سے لے کر مظاہر قدرت کے مزاج تک، رحمت میں گھل گئے ہیں--- پہلے یہی عناصرِ فطرت قوموں کے لیے اجتماعی عذابِ استیصال میں ڈھل جاتے تھے--- قوم نوح کے لیے پانی کا طوفان---

قومِ عاد کے لیے بادِ صرصر---قومِ لوط کے لیے پتھروں کی بارش---قومِ شعیب کے لیے آواز کی کڑک---قومِ موسیٰ کے لیے صحرائے تیہہ---غرض یوں لگتا تھا، عناصرِ فطرت تو اجتماعی عذاب کے آلات ہیں اور بس---مگر جب رحمۃ للعالمین ﷺ مبعوث ہوئے تو دنیا کو سند یہ ملا:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ﴾---

اے محبوب! تیری رحمت کے صدقے یہ کفار بھی عذاب سے پناہ میں ہیں--- اور حضور ﷺ نے بتا دیا---اب دنیا والوں پر اجتماعی ہلاکت کا عذاب نہیں اترے گا---تو کہیے ناں کہ حضور ﷺ کے آنے سے مزاجِ کائنات رحمتوں میں ڈھل گیا---کتابیں آسمان سے پہلے بھی اترتی تھیں---تورات، انجیل، زبور اور صحیفے آئے---مگر کوئی ایک بھی کتابِ الٰہی محفوظ نہ رہ سکی---حافظے انسانوں کے تب بھی ایسے ہی تھے، جیسے آج ہیں---مگر لاکھوں انسانوں میں کوئی ایک بھی کتابِ الٰہی کو حفظ نہ کر پایا---کہیں آرزو پھوٹی نہ حوصلہ ابھرا---اس کے برعکس نبی آخر الزماں ﷺ جو کتاب لے کر آئے---وہ ایک دو نہیں، بلکہ کروڑوں انسانوں کے سینے میں محفوظ ہے---بچہ بچہ اسے حافظے میں سموئے اور دھڑکنوں میں پروئے پھرتا ہے---یہ اسی کائناتی انقلاب کا ایک ارمغان ہے، جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ سے دنیا میں برپا ہوا---انبیاء کرام علیہم السلام ہزاروں آئے---ہر نبی کے ماننے والے اس سے پیار کرتے تھے---مگر یہ پیار کہیں شاعری میں ڈھل نہ پایا---جذبے کبھی آہنگ میں پروئے نہ جا سکے---پر حضور ﷺ آئے تو جذبوں کی زمیں سے بھی روئیدگی پھوٹی---شاعری کو صنفِ نعت کے ہزاروں اسلوب، لاکھوں ڈھنگ عطا ہوئے---شاعری تو دنیا میں ہمیشہ سے موجود تھی---پر شاعروں کے ذوق میں نعت سے ایک نیا اسلوب، نیا لہجہ، نیا آہنگ اُبھرا---یہ تحفہ، مصطفیٰ ﷺ کے میلاد نے دنیا کو بخشا---تورات، زبور اور انجیل کی تلاوت کبھی دنیا میں عام نہ ہو پائی---ادھر قرآن کی تلاوت نے حسنِ ادا کے جادو جگا دیے ہیں---اس طرح پہلی بار دنیا میں کلامِ الٰہی کی تلاوت نے خود بخود تبلیغ، تاثیر اور تربیت میں ایک نیا جہانِ اعجاز تشکیل دیا ہے---مذاہبِ عالم کی تاریخ میں یہ اتنا بڑا انقلاب ہے کہ اس کی تاثیر، طلسم اور معنویت کا اندازہ لگانا بھی شاید دنیا کے بس میں نہیں--- چاند، تارے، شجر و حجر، سب عناصرِ فطرت، حضور ﷺ سے پہلے معبود ٹھہرائے جاتے تھے--- پھر بھلا ان پر تحقیق و تسخیر کا کام کیوں کر ہوتا---آپ ﷺ آئے تو دنیا نے جانا کہ چاند، تارے مسخر ہیں انسان کے---معجزاتِ حضور ﷺ آسمان و زمین پر حاوی رہے---شق القمر، ردِّ شمس اور سفرِ معراج سے کھلا کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں---یوں عالمِ فطرت سارا پرستش کے مقام سے ہٹ کر تحقیق و تسخیر کی چیز بن گیا اور یہیں سے نوعِ بشر پہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی نامختتم ترقیوں کا در کھلا---

اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا---

اگر دعائے مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتی، تو کائناتی علوم کا یہ سرمایہ کبھی زمین پر نہ اترتا---سو آیئے، قارئینِ کرام! ہم ببانگِ دہل اعلان کریں کہ مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہی وہ لمحہ ہے، جب ''کائناتی سائنس'' کے بند دروازوں کی کنجی عرشِ اعظم سے زمین پر آئی اور یہ شاید سب سے بڑا آفاقی انقلاب ہے---یہ ساری کائنات رب نے اولادِ بشر کے واسطے بنائی ہے:

﴿خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾---

اور ذرے ذرے کے نام و خواص کا علم ابوالبشر آدم علیہ السلام کو عطا کر دیا---مگر دیکھو! آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی آئے---ہر قوم میں نبی---ہر خطے میں نبی---ہر عہد میں نبی ہے---مگر لاکھوں کروڑوں نعمتیں آفاق میں جو آج نوعِ بشر کو حاصل ہیں---پہلے کبھی میسر نہ آئیں---پانی ہمیشہ موجود تھا اور اس میں بجلی بھی---مگر بجلی کی نعمت اولادِ بشر کو اب ملی---گیس، پٹرول اور معدنیات ہمیشہ سے زمین کے سینے میں چھپے تھے---مگر حضور ﷺ سے پہلے یہ آدمی کے ہاتھ نہ آئے---ارضی توانائی، شمسی توانائی، مقناطیسی توانائی، ایٹمی توانائی، غرض کائناتی توانائی کی ان گنت شکلیں دنیا میں پہلے روز سے موجود چلی آتی ہیں---پر ان کا سراغ نوعِ بشر کو مصطفیٰ ﷺ کے ظہورِ قدسی سے پہلے نہ ملا---مواصلات اور رابطہ کے آفاقی ذرائع آج دنیا میں ہزاروں لاکھوں ارزاں ہیں---ان کے سرچشمے یہیں دنیا میں پہلے دن سے چلے آتے ہیں---مگر ان سرچشموں تک رسائی عالمِ بشریت کی---یہ ایک تحفہ ہے خدا کے محبوب ﷺ کی ولادت کا---عکس و آواز، حرکات و کیفیات کو یوں محفوظ کرنے کے وسائل تورات، زبور اور انجیل کے زمانوں میں بشریت کے ہاتھ نہ آئے---یوں لگتا ہے جیسے ''تقدیر کی خفیہ طاقت'' نے قرآن اُترنے سے پہلے انھیں دنیا والوں سے پوشیدہ ہی رکھا---تاکہ جو کتابیں خدا محفوظ نہیں رکھنا چاہتا تھا، کہیں ان کی حفاظت کا سامان نہ بندوں کے ہاتھ آئے---تو آؤ ناں، دنیا والو! میرے ساتھ کہو، ذرا اونچی آواز میں فخر و ناز کا سرمایہ لہرا کے کہو---یہ سب دنیا کی نعمتیں، رب نے دنیا والوں کو مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کے تحفے میں بخشی ہیں---ثبوت اس کا خدا کے اپنے الفاظ، قرآنِ پاک میں یوں آیا ہے---فرمایا:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَ مَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾---

''کائنات کی ہر چیز، ہر نعمت، خزانوں کے خزانے، ہمارے پاس موجود ہیں مگر ہم کوئی چیز دنیا والوں کے لیے موقع و مقدار کے اندازے کے بغیر نہیں اتارتے''---

قارئینِ محترم! اب تو آپ یقیناً جان چکے ہیں کہ ہر نعمت اس بھری کائنات کی جو آج

دنیا والوں کو میسر ہے--- یہ کب دنیا میں اتری تھی اور کس مقدار میں اتری تھی--- اس کا فیصلہ ربِّ کائنات ازل ہی سے کر چکا تھا--- اور ذرا سوچیے تو سہی کہ--- اگر یہ سب چیزیں اولادِ آدم کے لیے تھیں--- تو آدم علیہ السلام کی جو اولاد حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کے زمانوں میں گزری--- وہ کیوں ان سے محروم رکھی گئی؟--- میں سچ بتاتا ہوں آپ کو--- جس طرح یہ ساری نعمتیں خدا نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے بنائی ہیں--- کہ گر ارض و سما کی محفل میں ''لولاک لما'' کا شور نہ ہو--- یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں--- اور ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو--- چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو--- خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے--- نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے---

تو جان لو، اے قارئین! کہ جس طرح یہ دنیا ساری مصطفیٰ ﷺ کے صدقے بنی ہے--- اسی طرح اس دنیا کی سب نعمتیں بھی اولادِ بشر کو مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کے صدقے ملی ہیں--- اچھا! تو ہو سکتا ہے، آپ پوچھیں کہ پھر یہ نعمتیں ساری مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں کیوں نہ اتریں؟--- چودہ صدیوں کے بعد کیوں اتریں؟--- نیز یہ بھی کہ دنیا والوں کو یہ نعمتیں امتِ مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں کیوں میسر نہ آسکیں؟--- سراغ ان سب کا غیر مسلموں کو ملا--- بات یہ ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کو رب نے پہاڑ سونے کے پیش کیے--- تو عرض کی:

''میرے رب نہیں، مجھے دولت نہیں، فقر اور فاقہ چاہیے''---

خزانوں کے انبار مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں آتے رہے--- اور آقا ﷺ دنیا والوں میں لٹاتے رہے--- بارہا یوں ہوا کہ سارا دن مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں رزق بٹتا رہا--- پر شام کو حضور ﷺ کے گھر میں فاقہ ہوا--- خود فرمایا:

مَا لِیْ وَ لِلدُّنْیَا مَا اَنَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ---

''مجھے کیا لگے دنیا کی آسائش سے؟ میں تو ایک درخت کے سائے میں ٹھہرا مسافر ہوں''---

جی ہاں، میرے قارئین! یہ وہ ہستی ﷺ ہے، جس نے خود اپنی زبانِ اطہر سے دنیا والوں کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ:

اِنَّمَا اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ---

''بے شک زمین کے سب خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا ہوئی ہیں''---

تو بس امید ہے، یہ بات آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ--- نعمتیں تو سب دنیا کی مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں--- پر ان نعمتوں کے بٹنے کا سمے اپنا مقرر ہے--- اگر صحابہ، تابعین اور

ان کے بعد والے سائنس کی تحقیق وانکشاف میں لگ جاتے ---تو دینِ حق کی دعوت و تبلیغ، دنیا والوں میں کیوں کر ہوتی ؟---اسلام کی ریاست کو استحکام کیسے ملتا؟---تفسیر، حدیث اور فقہ و تصوف کے انمول خزانے کیوں کر محفوظ ہوتے؟---خود سوچیے---ایک نیا دین، نئی شریعت، نیا ملک، نئی ریاست، نیا سماج، نئی ملت، نیا تمدن، نئی تہذیب، نیا ماحول، نئی تاریخ وجود میں آرہے ہوں تو---اس لیے انسانیت کی پہلی ضرورت سائنس ہوگی یا علمِ دین---آسائش و راحت ہوگی یا محنت و مشقت---مجاہدہ و ریاضت ہوگی یا تفریح و سہولت---جہاد و اجتہاد ہوگی یا فنون و ٹیکنالوجی---تو بس پھر بات ساری اتنی ہے کہ مسلمانوں نے پہلے دین کے علوم کی تکمیل کرنا تھی---خدا کا نام اور پیغام دنیا تک پہنچانا تھا---نئی تہذیب، نئی تاریخ بنانی تھی---جب یہ سب کچھ کر چکے تو سائنس کی بنیاد اُٹھائی---خود اہلِ مغرب مانتے اور برملا یہ کہتے ہیں کہ:

"سائنس کی بنیاد اگر مسلمان نہ اُٹھاتے تو آج یہ عظیم الشان عمارت کبھی اور کسی صورت نہ بن پاتی"---

اور ہاں اتنا یاد رہے کہ بنیاد اٹھانے والے، عمارت بنانے والوں سے کچھ کم نہیں ہوتے---بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اعزاز میں ان سے بڑھ کر ہوتے ہیں---آج بھی دنیا سائنس کے ہر شعبے کا اعزاز ہمیشہ موجد (Inventor) ہی کو دیتی ہے---پھر بھلا خود "علم سائنس کی ایجاد" کا سہرا مسلمانوں کے سر کیوں نہ بندھے---اب رہا یہ سوال کہ سائنسی نظریات کا انکشاف غیر مسلموں کے ہاتھ کیوں ہوا---تو فی الوقت صرف اتنا ہی جان لیجیے کہ---اگر یہ سائنسی نظریات مسلمانوں نے دریافت کیے ہوتے---تو آج ان نظریات سے اسلام کی جو تائید و توثیق ہو رہی ہے، اہلِ مغرب کبھی اسے تسلیم نہ کرتے---بلکہ ان سائنسی نظریات ہی کو ڈھکوسلا کہتے---دیکھیے! خدا کی مشیت کا یہ کتنا حسین اظہار ہے کہ---اسلام کو نہ ماننے والوں کی سائنسی تحقیقات ہی سے برملا اسلام کی صداقت و حقانیت اجاگر ہو رہی ہے---اور اسلام کے مقابل سب مذاہب رفتہ رفتہ اعتبار (Credibility) کھو رہے ہیں---یہ ہے وہ اسلام کا جادو، جو اغیار کے سر چڑھ کر بول رہا ہے:

تاریخِ مذاہب میں یہ تنہا اسلام ہی کا معجزہ ہے کہ اس کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت،

اسے نہ ماننے والے خود فراہم کر رہے ہیں---اپنی سائنسی تحقیقات کے ذریعہ---

یہ سائنس، دنیا والو! میرے آقا مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا فیضان ہے---اس سائنس کی سب تحقیقات حضور ﷺ کی ایک دعا "اَللّٰھُمَّ اَرِنِی حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا" کا ثمر ہیں---جبھی تو سارے سائنسی نظریات اسلام کی حقانیت اجاگر کر رہے ہیں---اور جملہ سائنسی ایجادات حضور ﷺ کا پیغام دنیا بھر میں پھیلانے اور رہتی دنیا عام کرنے کے وسائل رائع ہیں---اور

کیوں نہ ہو کہ --- یہ دنیا ساری حضور ﷺ کے صدقے جی رہی ہے --- حضور ﷺ کا صدقہ کھا رہی ہے --- اور حضور ﷺ کے صدقے پل رہی ہے --- سو! اب اسے رفتہ رفتہ ہر طرف سے پلٹ کے بارگہِ حضور ﷺ میں آنا ہو گا --- اور سر اپنا دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ پر جھکانا ہو گا --- یہی وہ سائبانِ رحمت ہے، جس نے عرب کے ریگ زاروں میں بھٹکتی انسانیت کو نئی آسودگی کی دولت بخشی تھی --- اور یہی وہ آغوشِ کرم ہے، جو دنیا کو آج اس کرب و اضطراب کے تپتے صحرا سے نجات دلا سکتی ہے، جس میں وہ تشنہ لب سرگرداں ہے اور سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے --- آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کو اب یہ بات جان لینی چاہیے کہ نجاتِ سرمدی کا ہر جادہ کوئے مصطفیٰ ﷺ سے نکلتا ہے --- امن و آشتی کا ہر ہر سورج گنبدِ خضرا کے افق سے دمکتا ہے --- اور رحمت و محبت کی ہر برکھا آسمانِ طیبہ سے برستی ہے ---

نجاتِ اخروی و فوزِ دنیوی کے لیے
وہ ایک نور کا جادہ ہیں ، ہر کسی کے لیے

سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

چمنستانِ دہر کی ساری بہار اسی گلِ قدس کی رعنائیوں کا فیض ہے --- اسی بادِ صبا کے جھونکے نے کل عالمِ ہست و بود میں ساری مہک انڈیلی ہے --- اسی مضرابِ کرم کی چوٹ سے تارِ رگِ حیات میں سب نغمے ابل رہے ہیں --- کونین میں جو رنگ و نور کا سیلاب ہے پھیلا --- اسی حسنِ ازل کے پرتوِ یکتا کی زیبائی ہے --- آفاق میں جوشش جہات اجالے ہیں رقصاں --- اسی مہرِ ہدایت کی درخشاں کرنوں کی تابانی ہے --- فضائے ہستی پہ جو ہر طرف اِک لطف کی چادر تنی ہے --- اسی ماہِ کرم کی ٹھنڈی کومل چاندنی کی ہے سندرتا --- ارض و سما کی محفل میں جو رونق اور شادابی ہے --- اسی محبوبِ اقدس ﷺ کے چہرۂ زیبا کی یہ ساری تبسم ریزی ہے --- کتابِ فطرت کے سرِ ورق پر جو نام احمد ﷺ رقم نہ ہوتا --- تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا --- جہاں کی تخلیق ہی نہ ہوتی، جو وہ امامِ اُمم نہ ہوتا --- زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا ---

سو آؤ دنیا کے رہنے والو! جہانِ رنگ و بو کے متوالو! خوشی منائیں ظہورِ قدسی کی --- سلام بھیجیں اس دل افروز ساعت پہ --- جب افق کی چلمن سے ماہِ بطحا کا چہرہ اُبھرا --- نذر بھیجیں تحیت اس جاوداں گھڑی کو، جب مطلعِ حیات پہ حسنِ ازل کا نور چمکا --- دھڑکنوں میں جگا لیں اپنی مسرتوں کے سجیلے نغمے اور نچھاور کریں اس ''ایک پل'' پہ یہ سارے نغمے --- کہ جب حبیبِ خدا ﷺ کی طلعت سے تاریکیاں چھٹیں جہاں کی --- روح کی شادابیاں سب آؤ، اپنی ہم سمیٹیں محبت سے لٹائیں اس ''مبارک آن'' پر --- جب گلِ باغِ قدس کی خوش بو سے معطر کن فکاں سب --- اور

ہو گئے---آؤ! اپنی چاہتوں کا سارا جوش وولولہ---گوندھ کر ''خوشی'' میں، اسے لے چلیں حرم کی اور---انڈیل دیں طواف میں اس ''پیارے لمحے'' کے اُسے---جب آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی گود میں عرشِ بریں کا چاند اترا---

ہاں! یہی وہ لمحہ ہے، جب سارا جہاں خوشیوں میں ڈوبا ہے---جب ساری بزمِ کن فکاں محبوب ﷺ کی چاہت میں ڈھلی---رنگوں سے سجی---خوش بو میں بسی ہے---

وہ دیکھو! صحنِ حرم میں آج چاند ستارے رقصاں ہیں---اور ساری فضاؤں میں کرنوں کے پھریرے اُڑتے ہیں---اور ذرا جھانکو تو کاشانۂ عبد اللہ کے آنگن میں---اِک رنگ و نور کا سیلِ رواں اُمنڈا ہوا ہے---پرے باندھے کھڑے ہیں، قدسیانِ عالمِ بالا سلامی کو---نئے نرالے طرب کے سامان فضائے ہستی پہ چھا رہے ہیں---وہاں فلک پر، یہاں زمیں میں، رچی ہے شادی، مچی ہیں دھومیں---اُدھر سے انوار ہیں برستے، اِدھر سے نغمات اٹھ رہے ہیں---یہ چھوٹ پڑتی ہے طلعتوں کی، کہ عرش تک چاندنی ہے چھٹکی---یہ دھرتی سب جگمگا رہی ہے، شبِ ولادت کی رونقوں سے---خوشی کے بادل امنڈ کے آئے ہیں، وجد میں ہے نسیمِ بطحا---پھوار ہے موتیوں کی رِم جھم، بہشت ساری برس رہی ہے---مست و بے خود غزالِ صحرا، غلافِ کعبہ مہک رہا ہے---جوارِ بطحا کی چوٹیوں پر، وہ حسنِ تزئیں، وہ نازِ تمکیں---سبزہ لہرا رہا ہے ہر سو، دو پٹے دھانی چنے ہوئے ہیں---خوشی سے لہروں نے وہ چمکتا، لباس آبِ رواں ہے پہنا---موجیں اٹھ اٹھ کے بہہ رہی ہیں، حبابِ تاباں دمک رہے ہیں---تجلّیِ حق کا پہرا ہر سو، شعاعیں بکھے اڑا رہی ہیں---بشر کے دل، حوروں کی آنکھیں، فرشتوں کے پر بچھے ہوئے ہیں---ذرّے تاباں ہیں، قطرے لرزاں---سبزہ و گل، شجر و حجر، بحر و بر، خشک و تر، سب سلام کو حاضر---جھکا ہے مجرے کو عرشِ اعلیٰ، صلوٰۃ و تسلیم ہے نچھاور---چاند سورج مچل مچل کر، وفا کی سوغات ہیں لٹاتے---پڑے ہیں سجدے میں بارہ برجوں کے بارہ تارے---کہ بارہویں کے چاند کا مجرا ہے، سجدہ نور کا---بارہویں ربیع الاوّل کی عیدِ میلاد النبی ﷺ ہے---اور سب رونقیں جہاں کی اس عید پر نثار ہیں:

نثار تیری چہل پہل پر، ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں، سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اگر یہ منکرینِ میلاد نہ ہوتے

ہاں یہ سچ ہے کہ فرش سے عرش تک سارا جہاں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منا رہا ہے---بس ایک ابلیس ہے---یا اس کے پیرو---جنھیں میلاد کی خوشی گوارا نہیں---ہاں! کچھ لوگ مسلمانوں میں بھی ایسے کہیں کہیں ملتے ہیں---جنھیں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں راس نہیں آتیں---

یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ ان کے دل کا دُکھ کیا ہے؟ --- کیوں محبوبِ خدا ﷺ کی ولادت کے سے یہ خوشی منانے سے گھبراتے ہیں؟ --- حیرت ہے خدا کے ان بندوں پر --- کل عالم مسرت میں ڈوبا ہے --- اور ان کے بدن پر لرزہ طاری --- ہر سال ربیع الاوّل کے بہار افزا موسم میں ساری دنیا خوشی سے جھوم اٹھتی ہے --- لیکن یہ نہ جانے کیوں غم کی چادر اوڑھ لیتے ہیں --- ذکرِ میلاد کی طراوت میں فرش تا عرش سب دمکتے ہیں --- بس ایک کلی ان کے دل کی ہے، جو کسی طور کھل نہیں پاتی --- جشنِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے طرب انگیز لمحے --- اہلِ ایمان کے دلوں میں اِک تازگی امنڈتی ہے --- مگر کشتِ جاں اِن کی کیوں بگولوں سے اَٹی رہتی ہے --- عاشقانِ رسول ﷺ شام وسحر بزمِ میلاد سجاتے ہیں --- کہ روحِ کونین رقص کرتی ہے --- مگر دیکھو تو ان منکرینِ میلاد کے ویران سینوں میں اِک زہر سا کھلا ہے --- نہ جانے کیوں؟ --- کیا ضد ہے، انھیں محبوبِ خدا ﷺ کی ولادت کی خوشی سے؟ --- یہ تو بس وہ خود ہی جانتے ہیں --- کاش انھوں نے اپنا ایمان کہیں رہن نہ رکھا ہوتا --- تو یہ بات سمجھنے میں انھیں بھی اتنی دیر نہ لگتی کہ --- زندگی لحہ لحہ بِتا کر بھی --- عمر کا سرمایہ سب لٹا کر بھی --- یہ بات وہ سمجھ نہیں پاتے کہ --- میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا اللہ کے ہاں منع نہیں --- بلکہ انتہائی پسندیدہ عمل ہے --- یہ فیصلہ قرآن نے بھی کر دیا --- حدیث نے بھی کر دیا --- اور اجماع نے بھی کر دیا --- کہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا جائز، بلکہ مستحب ہے --- صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار، مجتہدینِ امت، فقہاءِ کرام، اولیاءِ عظام اور علماءِ دین --- غرض امت مسلمہ کے کسی معتبر طبقے، کسی مستند گروہ کے اجماع کی کوئی ایسی ممکنہ شکل تصور میں نہیں آسکتی، جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے کو ناپسند ٹھہرا دے --- ہاں لیکن ٹھہریے! میں بھول گیا --- ایک قسم اجماع کی ایسی نکالی جاسکتی ہے --- اگر کوئی شخص مُصر ہو --- اسے اجماعِ امت میں شمار کرنے پر تو --- اور یہ اکلوتی، انوکھی قسم ہوگی، دنیا میں اجماع کی --- جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے کو جائز نہیں سمجھتی ---

اور قارئینِ محترم! ذرا دل تھام کر اجماع کی اس انوکھی قسم کا نام پڑھیے --- جی ہاں! دل تھام کر کہ دکھ اسے پگھلا نہ دے کہیں --- تو لیجیے، سنیے! کہ اس کا نام ہے --- ''اجماعِ گستاخانِ رسول --- تف ہے تجھ پر اے ابلیس! --- تو نے امتِ محمدیہ میں تفریق کا بیج بو دیا --- سو ایک گروہ مسلمانوں میں ایسا ابھر آیا جو خدا کے محبوب، نبیوں کے سردار، کونین کے مختار، محمد مصطفیٰ ﷺ کی میلادِ پاک کی خوشی منانے کو حرام ٹھہراتا ہے --- واہ اے چشمِ فلک! تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے، جنھیں رسولِ اعظم وآخر ﷺ کی ولادت کی خوشی نہیں بھاتی --- افسوس ہے اے زمیں کی کھوکھ! تجھ سے جنم لینے والوں میں کچھ ایسے آدمی بھی ہیں، کہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں، اس کے

پیدا ہونے کی خوشی منانا حرام سمجھتے ہیں--- مجھے حیرت ہے اے زمانے! تیری آغوش میں ایسے بے برکت وجود کیوں کر پلتے رہے--- اے فضاؤ! اے گھٹاؤ! اے بادلو! کچھ تم ہی بتاؤ--- کیوں سیرابی اُنڈیلتے ہو، تم ایسی دھرتی پر، جہاں--- کچھ لوگ خود کو مصطفیٰ ﷺ کا نام لیوا بھی گردانتے ہیں--- اور ان کی ولادت کے مہینے میں سراپا دُکھ بھی بنے رہتے ہیں--- اے روحِ کائنات! اس راز سے پردہ تو ہی اٹھا سکتی ہے--- کچھ بتلا دے مجھے--- ذرا کھول کے سمجھا دے---

اچھا! یہ بات ہے--- اب سمجھا میں:

اگر منکرینِ میلاد نہ ہوتے--- تو میلادِ مصطفیٰ ﷺ منانے والوں میں اتنا ذوق وشوق اور والہانہ جذبہ نسل در نسل کیسے پروان چڑھتا؟--- یہ بادِ مخالف کی تندی ہی تو ہے--- جو سال بہ سال جشنِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے ہمارے حسنِ اہتمام میں کچھ اور افزائش لاتی ہے--- بچوں، بوڑھوں اور جوانوں میں اِک ولولہ جگائے رکھتی ہے--- اور دھیرے دھیرے محافلِ میلاد کی رونقیں بڑھائے چلے جاتی ہے--- اگر مخالفت کا یہ طوفان برپا نہ رہتا--- تو ہماری کاہلی شاید ہمارے جذبۂ محبت کو کچھ ڈھانپ ہی لیتی--- کیا آپ دیکھتے نہیں کہ--- لوگ نماز، روزہ ایسے فرائض میں بھی غفلت کر ہی جاتے ہیں--- تو مستحب اعمال کے فروغ میں ایک آنچ یقیناً چاہیے--- ایسی ہی اِک آنچ ہے میلاد کا انکار--- کچھ تیرہ بخت لوگ انکار کرتے ہیں--- اور اس انکار کی تپش--- ہمارے سینوں میں دبی محبت کی چنگاریوں کو بھڑکاتی ہے--- اور یوں ہم جشنِ میلاد کی رونق سے ایمان کی جلا کا کچھ سامان کرتے ہیں---

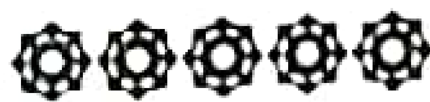
اس آستانۂ رحمت سے لو لگائے رہو

تو چلیے یوں ہی سہی--- کچھ تو ہمارے کام آئے، یہ لوگ بھی--- ابلیس کو آخر جس لیے خدا نے بنایا تھا--- وہ کام تو اس نے ہر حال میں کرنا ہی ہے--- اب یہ بات نصیبوں کی ہے--- کون ہے جس کے مقدر میں ابلیس کے پیچھے چلنا لکھا ہے--- کون ہے اس کے کاموں میں جو اس کا ہاتھ بٹائے گا--- خدا کی قسم! اگر میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا اچھا کام نہ ہوتا--- تو ابلیس نے اس کی مخالفت کے کام پر گستاخانِ رسول کو نہ لگایا ہوتا--- اسلام کی پوری تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں گزرا--- اور نہ قیامت تک کوئی ایسا شخص آئے گا--- جو "اللہ کے سچے ولیوں" میں شمار ہونے کے لائق نکلے--- اور وہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے کو حرام سمجھتا ہو---

ارے منکرینِ میلاد! ذرا اپنے من کی پاتال میں اُتر کر دیکھو--- کہیں تمہاری کشتِ جاں میں ویرانیوں کے موسم تو نہیں اُتر آئے--- ذرا دل کے دریدہ دامن کو دیکھو--- کہیں عمر بھر کی کمائی

بس تھوہر کے کانٹے ہی نہ ہوں--- ذرا اپنے ماتھے پر سجے محراب کو پرکھو، جانچو--- کہیں یہ بد نصیبی کی کالک ہی نہ ہو--- ارے اک بار تو مرنے سے پہلے سوچو کہ--- جس پیغمبرِ اکرم واطہر ﷺ کی ولادت کا جشن آفاق کے گوشے گوشے میں بپا ہے--- جس کے میلاد کی خوشیاں کائنات کا ذرّہ ذرّہ منا رہا ہے--- اکیلے تم بھلا--- اس ذاتِ گرامی ﷺ کے میلاد پر دکھ منانے میں--- ابلیس کے ساتھ کیوں شامل ہو گئے ہو؟--- کبھی تو عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کی تابانیوں سے کچھ کسبِ فیض کیا ہوتا--- اور نورِ ولادت کی کرنوں سے اپنے من کے اندھیرے دُور کیے ہوتے--- کبھی تو آنکھ بند کر کے ''اپنے ایمان کی پرکھ'' میں چند لمحے گزار لیتے--- اور گدازِ روح کے موسم (ربیع الاوّل) سے کچھ شادابیاں لے کر اپنی کشت جاں ہری کرتے--- کبھی تو رب ذوالجلال سے اپنے لیے اس کے محبوب ﷺ کا پیار مانگ کر دیکھتے--- اور جشنِ ولادت کے ماورائی آہنگ سے اپنی روح کے اَن دیکھے تاروں میں کچھ البیلے نغمے پھوٹنے دیتے--- کبھی تو سید المرسلین ﷺ کی شفاعت سے اپنی نجات کی امید باندھ کر سوچتے--- اور کچھ درود وسلام کا نذرانہ، کچھ سوغات محبت کی، کچھ ''تحفہ میلاد کی خوشی کا''، بارگاہِ اطہر میں پیش کر دیتے--- کبھی تو اپنے اِردگرد بسنے والی دنیا میں ہر طرف مصطفیٰ ﷺ کی چاہت کے بہتے جھرنوں سے کچھ گھونٹ پی لیتے--- اور اپنی فصیلِ جاں کی زرد بیلوں میں ''بہارِ صبحِ جاوداں'' سے کچھ سیرابیاں انڈیلتے--- کبھی تو چار سو فضاؤں میں پھیلی عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی مہک سے اپنے مشامِ جاں کو ذرا معطر کرتے--- اور ''صبحِ میلاد'' کی نسیم جاں فزا کے عطر بیز جھونکوں سے اپنی کائناتِ روح کو شاداب کر لیتے--- کبھی تو باغِ عالم میں کھلے رحمت کے البیلے پھولوں سے اِک جاوداں گل دستہ چن لیتے--- اور ''بہارِ عالم امکاں ﷺ کی نمود کے لمحے'' کی خوشی منا کر اپنی ذات کی تاراج وادیوں کو اس گلدستۂ رحمت سے جگ مگا لیتے--- کبھی تو اے منکرو! تم بھی چار سو آفاق پر چھائے ''سائبانِ کرم تلے''--- خود کو اس طرح جذبوں، محبتوں، خوشیوں اور ولولوں میں ڈبو کر چلے آتے--- کہ زندگی کی کڑی دھوپ میں اِدھر اُدھر بھٹکنے اور مایوسیوں کی گرد میں ڈوبنے سے بچے رہتے--- اے کاش! تم یہ جان لیتے کہ--- عرش والے نے زمین پر اب اولادِ آدم کے لیے بس ایک ہی سہارا رکھا ہے--- اب انھیں سکون وآشتی، ہدایت وسعادت اور نجاتِ اخروی کے لیے بس ایک ہی دہلیز پر سر اپنا جھکانا ہے--- ایک احسانِ کرم کو اپنی روح میں بسانا ہے--- دھڑکنوں میں پرونا ہے--- اور سانسوں میں سمونا ہے---

اس آستانۂ رحمت سے لو لگائے رہو
یہ در نہیں، تو کہیں سے بھی کوئی آس نہیں



آقا آقا، مولا مولا

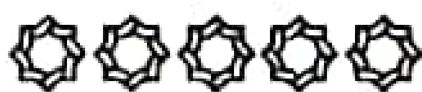
شاہِ طیبہ، اجمل، اکمل، اصدق، اجود، ارفع، ازکیٰ
وجہِ خلقت، اصلِ غایت، فرش کی زینت، عرش کے دولہا

خلقت میں وہ سب سے بہتر، سب سے بڑھ کر، سب سے برتر — اظہر، اطہر، اطیب، اصوب، اصفیٰ، اوفیٰ، والا، بالا
جانِ علائق، سرِّ خلائق، سب سے لائق، سب پر فائق — روزِ محشر سب کے یاور، سب کے رہبر، سب کے آقا
نازشِ جرأت، تابشِ حکمت، جانِ شریعت، روحِ نجابت — زیبِ قیادت، شانِ سعادت، ان کی نسبت، اصل سہارا
مہرِ ہدایت، ماہِ ولایت، ختمِ نبوت، اوجِ رسالت — ہر مومن کے، دل میں لب پر، آقا آقا، مولا مولا
ان کے دم سے سب کی عزت، جس کا جو ہے، اُن کا صدقہ — بعد خدا کے، امجد سب سے، سب سے اعلیٰ، شاہ والا
اسم محمد ﷺ میٹھا میٹھا، سُچا سُچا، سَچا سَچا — تاج ہدیٰ کا، عرشِ عُلا کا، تسکیں افزا، اچھا اچھا
نوری پیکر، پاک معطر، صاف مطہر، حمد سراسر — حسن کا مصدر، عشق کا محور، خیر کا جامع، پھبتا پھبتا
ان کی قامت، سروِ سبقت، اوجِ بہجت، رازِ رفعت — ان کی رنگت، نقدِ طلعت، ہر دل بھاتی، زیبا زیبا
ان کا جامہ، شوکت نامہ، پاک مصفّٰی، صاف منزّہ — سر پہ عمامہ، اُجلا اُجلا، چمکا چمکا، ستھرا ستھرا
پاکیزہ سر، معنیٔ کوثر، ہونٹ سراسر، خلد کے ہیں دَر — اُن کا ماتھا، عرشِ تجلی، رخ ہے ان کا، قبلہ کعبہ
ان کا سینہ، نور خزینہ، قلبِ مصفا، مسکن حق کا — پاؤں کا دھوون، آبِ حیواں، نقشِ کفِ پا، نور منارا
ان کا ہر مُو، شہکارِ ھو، ان کی ہر خو، زینتِ ہر سو — ان کا چہرہ، سبحانَ اللہ، ما شاءَ اللہ، اللہ اللہ
خلیہ خلیہ جانِ لطافت، رب کی آیت، شانِ کرامت — ہر وصف ان کا، گیتی آرا، فقر ہے ان کا، فخرِ مولا
ان کے برابر کوئی نہیں ہے، ان سا دُوجا؟ توبہ توبہ! — کون و مکاں میں، سوچ گماں میں، کون ہے ایسا شانوں والا

ایسے یکتا ، جن کا ہمتا ، وہم عنقا ، خواب عدم کا ۔۔۔ شان ہے ان کی سب سے اونچی، ان کا رتبہ، سوچ سے بالا
ان کی سیرت، حق کی طینت، عینِ حقیقت، اصلِ شریعت ۔۔۔ ان کی رحمت، ساعت ساعت، ان کی شفاعت، آہا آہا
ان کا فرماں قولِ قرآں ، رمزِ ایماں ، نطقِ رحماں ۔۔۔ ان کی شفقت ، غیرِ نہایت ، پیہم پیہم ، ہر پل ، ہر جا
ان کا خطبہ ، جامع جامع ، ابلغ ابلغ ، افصح افصح ۔۔۔ ان کا لہجہ، شُستہ شُستہ، دل کش دل کش، دھیما دھیما
شہرِ مدینہ، تاباں تاباں، فرحاں فرحاں، شاداں شاداں ۔۔۔ کوچہ کوچہ ، کورا کورا ، گورا گورا ، پیارا پیارا
صبحِ طیبہ، نوری نوری ، شام وہاں کی ، مہکی مہکی ۔۔۔ واں کا موسم ، عمدہ عمدہ ، کھلتا کھلتا ، نکھرا نکھرا
ان کی مسجد ، پاک پوتر ، صفہ منبر ، سُندر سندر ۔۔۔ ان کا روضہ خلد نمونہ ، عرش کا نقشہ ، دل جنت کا
ارضِ نبی کا ، بوٹا بوٹا ، ہر پل ہر پل ، تازا تازا ۔۔۔ غنچہ غنچہ ، کھلتا کھلتا ، پتا پتا ، دھویا دھویا
پھول وہاں کے، رشکِ سدرہ، دھول وہاں کی، حور کا غازہ ۔۔۔ واں کی دھرتی ، جیسے سونا ، واں ہر کنکر ، جیسے ہیرا
واں کی گلیاں، نوری ڈلیاں، واں کی راہیں، رُشد پناہیں ۔۔۔ نور نگر کا ذرّہ ذرّہ ، چمکا چمکا ، دمکا دمکا
نورِ احمد ﷺ کا ہے سائل ، جگنو جگنو ، تارا تارا ۔۔۔ ان کا رتبہ ، ہر اک لمحہ ، پہلے سے بھی ، دونا دونا
ان کے نوکر، دیں کے سرور، ان کے خادم، دہر کے حاکم ۔۔۔ ان کا پرچم ، اعظم اعظم ، اونچا اونچا ، جیتا جیتا
رعب سے ان کے ہر اک بت ہے، ترساں ترساں لرزاں لرزاں ۔۔۔ کفر کا ایواں ، سہما سہما ، اجڑا اجڑا ، بکھرا بکھرا
ان کی سخاوت، داماں داماں، ان کی الفت، دل دل، جاں جاں ۔۔۔ ان کی نسبت، سب سے محکم، ان کی ہر شے، یکتا یکتا
ان کی حقیقت ، اللہ اعلم ، شاہِ سدرہ ، ان کا درباں ۔۔۔ حور و غلماں ، ان کے ثناخواں ، ذرّہ ذرّہ ، ان کا گویا
صبحِ ازل سے، شامِ ابد تک، ان کی رحمت، ان کی عظمت ۔۔۔ لوح و قلم کے جملہ کوائف، سارے صحائف، ان کا چرچا
رب سے الفت رکھنے والو ، ان کی مانو ، ان کو چاہو ۔۔۔ رب کی چاہت، ان کی طاعت، یہ رستہ ہے، سیدھا سیدھا
ان سے پہلے یا بعد ان کے، جو بھی کچھ ہے، ان کے لیے ہے ۔۔۔ ڈھونڈ رہا ہے، صرف انہی کو، سب صدیوں کا لمحہ لمحہ
نعت کی مشعل، گلشن گلشن، آنگن آنگن، روشن روشن ۔۔۔ نعت کا نغمہ، دھرتی دھرتی، گردوں گردوں، پھیلا پھیلا

آپ کے در پر ہر سائل کی ، سب نے جھولی بھرتے دیکھی
انورؔ کو بھی در پہ بلائیں ، دید کرائیں ، میرے آقا

پروفیسر افضال احمد انور



عیدوں کی عید، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد ناصر خاں چشتی

موسم بہار کی ایک دلآویز اور نورانی صبح تھی، ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ اور دوشنبہ کی مبارک صبح تھی، جس سہانی گھڑی طیبہ کا چاند چمکا، یعنی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے مبارک گھر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے تاج دار عرب و عجم، محسن کائنات، روح کائنات، سید الانبیاء والمرسلین، تاج دار ختم نبوت، پیغمبر انقلاب، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بزم عالم میں جلوہ گر ہوئے، آپ کی آمد سے ہر طرف نور پھیل گیا، ہر جانب روشنی چھا گئی، ہر سمت اجالا ہو گیا، چہار سو توحید و رسالت کا چاند جگمگانے لگا۔ آپ آئے تو سارے جہان کو توحید و رسالت کے نور سے روشن کر دیا، جس سے کائنات ارض و سما کا گوشہ گوشہ بقعۂ نور بن گیا:

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنی و مفہوم

عید کا معنی اور مفہوم بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۵۰۲ھ) رقم طراز ہیں:

عید لغت کے اعتبار سے اس دن کو کہتے ہیں کہ جو بار بار لوٹ کر آئے اور اصطلاحِ شریعت میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عید کہتے ہیں اور یہ دن شریعت میں خوشی منانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں متنبہ کیا ہے کہ ایام منیٰ کھانے، پینے اور ازدواجی تعلقات (غیر حجاج کے لیے) کے دن ہیں اور عید کا لفظ ہر خوشی اور مسرت حاصل ہونے کے دن میں استعمال ہونے لگا ہے---[المفردات، صفحہ ۳۵۲]

علامہ غلام رسول سعیدی دامت فیوضہم کے الفاظ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شرعی اور اصطلاحی

عید تو صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں اور یوم عرفہ اور یوم جمعہ عرفاً عید ہیں اور جس دن کوئی نعمت اور خوشی حاصل ہو، وہ بھی عرفاً عید کا دن ہے اور تمام نعمتوں کی اصل سیدنا محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے، سو جس دن یہ عظیم نعمت حاصل ہوئی، وہ تمام عیدوں سے بڑھ کر عید ہے اور یہ بھی عرفاً عید ہے، شرعاً عید نہیں ہے۔ اس لیے مسلمان ہمیشہ سے اپنے نبی ﷺ کی ولادت کے دن یعنی بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی مناتے ہیں۔۔۔ [تفسیر تبیان القرآن، جلد ۳، صفحہ ۶۸]

میلاد النبی، نبی ﷺ کی پیدائش کا دن، عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم مذہبی تہوار ہے، جو ہر سال ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو انتہائی عقیدت و احترام، جوش و خروش اور ذوق و شوق کے ساتھ، خصوصی اجتماعات اور دینی محفلوں کے انعقاد کے ساتھ منایا جاتا ہے، جن میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے خصائص و معجزات اور آپ ﷺ کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بہ کثرت درود شریف، نعت خوانی اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے اور فقراء، غرباء اور مساکین میں کھانا وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے، ان محافل کو عرف عام میں ''میلاد'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

یوم عید میلاد النبی ﷺ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ عزوجل! ہم پر خوان نعمت اتار، تاکہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ''عید'' کا دن ہو جائے۔ چناں چہ قرآن مجید میں ارشاد خداوند کریم ہے، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دعا کی:

> ''اے اللہ، اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان (نعمت طعام) نازل فرما دے، تاکہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید ہو جائے، ہمارے اگلوں کے لیے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لیے بھی اور وہ خوانِ نعمت تیری طرف سے (تیری قدرت اور میری نبوت کی) نشانی ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے''۔۔۔ [المائدہ:۱۱۴]

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن کو اپنی تمام امت کے لیے ''عید'' قرار دے رہے ہیں، جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت (خوانِ طعام) نازل ہو گی، پس آپ اندازہ کیجیے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے محبوب، روح کائنات اور تمام نعمتوں کی جان یعنی حضور سید عالم ﷺ اس گلشن ہستی میں جلوہ گر ہوئے، وہ دن اگر عید کا نہیں، تو پھر کون سا دن عید کا ہو گا؟ بلاشبہ یوم میلاد النبی، اہل ایمان کے لیے یقیناً تمام عیدوں (یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ، یوم الجمعہ اور یوم عرفہ وغیرہ) سے

بڑھ کر عید ہے، کیوں کہ باقی تمام عیدیں بھی تو اسی دن کے صدقے سے ہمیں نصیب ہوئی ہیں:

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں، سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا پیارا محبوب، امام الانبیاء، تاج دار ختم نبوت، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرما کر تمام صاحبانِ ایمان پر احسان جتایا۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ جب اس نے ان میں ایک عظمت والا رسول بھیجا، انہیں میں سے، جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان (کے باطن) کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگر چہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے'' ---[آل عمران:۱۶۴]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کو احسان کے طور پر ذکر فرمایا ہے، بلاشبہ حضور رحمت دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت، عالم انسانیت پر احسانِ عظیم ہے، واضح رہے کہ احسان بر بنائے نعمت ہوتا ہے، لہٰذا حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی نعمت قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں ہیں، ان کا ذکر کرنا، باعث فلاح ونجات ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر بجالانا اور تحدیث نعمت کرنا ضروری ہے اور حضور اکرم ﷺ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں عظیم ترین نعمت ہیں، اس لیے آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنا، دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور محافل میلاد کا انعقاد، حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک کی ایک بہترین اور عظیم صورت ہے۔ احسان اس لیے جتایا جاتا ہے تا کہ اس کو یاد رکھا جائے، اس کا تذکرہ کیا جائے، اس کو فراموش نہ کیا جائے، بلکہ اس نعمت ورحمت اور اس احسان کا چرچا کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور تم اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو'' ---[الضحیٰ:۱۱]

پھر اللہ تعالیٰ نے اس فضل ورحمت، نعمت ورحمت اور اس احسان کے چرچے کے ساتھ اس پر خوشیاں منانے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(اے رسول!) آپ کہہ دیجیے کہ (یہ سب کچھ) محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، پس تم (سب مومنوں) کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال ودولت) سے کہیں بہتر ہے، جسے وہ جمع کرتے ہیں'' ---[یونس:۵۸]

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فضل وکرم اور اس کی نعمت ورحمت کے حصول پر فرحت وخوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور خوشی ومسرت پر اظہار کرنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں،

مثلاً اس نعمت اور رحمت کا خوب ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنا (مثلاً بچے کی ولادت پر عقیقہ وغیرہ کرنا)، محفلیں منعقد کرنا وغیرہ۔ چوں کہ حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت ہے، اس لیے آپ ﷺ کی آمد کا دن مسلمانوں کے لیے عیدوں سے بڑھ کر عید کا دن ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی آمد مبارکہ پر مومنوں کو بے پناہ خوشی و مسرت منانی چاہیے اور محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا، اجتماعی طور پر خوشی کے اظہار کی ایک بہترین اور عظیم صورت ہے۔

حضور سید عالم ﷺ اس بزم جہاں میں ''پیر'' کے دن تشریف لائے، اس لیے آپ ﷺ اظہار تشکر کے لیے ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے، چناں چہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! آپ ہر پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ دن ہے، جس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی الٰہی نازل ہوئی''---[صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے، نیز یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے یوم میلاد کی عظمت واہمیت کو اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو ظاہر کرتے ہوئے تحدیث نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کا (روزے کی صورت میں) شکر ادا کیا۔

برکات میلاد النبی ﷺ

روایت میں آتا ہے کہ ابولہب جو ایک مشہور کافر تھا اور سرور دوعالم ﷺ کا نسبی رشتہ میں چچا تھا، جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی تو ابولہب نے آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ کفر کی وجہ سے دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوں مگر ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اور جس انگلی سے میں نے اشارہ کر کے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا، اس انگلی سے مجھے پلایا جاتا ہے---[فتح الباری]

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور رحمت دوعالم ﷺ کے میلاد شریف کی برکت سے حضرت ثویبہ کو غلامی سے آزادی ملی، ابولہب ایسے کافر کو عذاب دوزخ میں تخفیف ملی، اہل کفر کو ایمان کی دولت ملی، اہلِ ضلالت کو رشد وہدایت کی سعادت ملی، تمام مخلوقات کو رحمت مصطفوی ﷺ میسر آئی، اہل قرن کو

افضل ترین زمانہ ملا، بے زبانوں اور بے جانوں کو سلام و کلام اور کلمہ پڑھنے کا شرف ملا، اہلِ زباں کو فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہ کار ملا، اہل صحبت کو ''صحابیت'' ایسی انمول نعمت ملی اور ان شاءاللہ! میلا دالنبی ﷺ کی برکت سے تمام صاحبانِ ایمان کو دنیوی و اُخروی سعادتیں، جنت الفردوس کی اعلیٰ ترین دولت، رفاقت مصطفوی ﷺ اور دیدار خداوندی، ایسی عظیم ترین نعمتیں ملیں گی۔

علامہ ابن الجزری (م ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ جب ابولہب ایسے کافر، جس کی مذمت میں قرآن مجید کی ایک سورت (سورۃ اللھب) نازل ہوئی، اس کو (حضورا کرم ﷺ کے میلاد کی خوشی منانے پر) یہ انعام ملا، اس مسلمان کو کیا انعام ملے گا، جو اپنے رسول کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے۔ مجھے میری عمر کی قسم! اس کی جزا یقیناً یہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا---[المواھب اللدنیہ، جلد۱، صفحہ۷۸]

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) ثویبہ کو آزاد کرنے اور ابولہب کے عذاب میں تخفیف کا ذکر کرنے کے بعد ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی شب میں ''محفل میلاد'' منعقد کرنے والوں اور اس پر خوشیاں منانے والوں کے لیے دلیل ہے کہ وہ اس پر مال و متاع خرچ کرتے ہیں۔ کیوں کہ ابولہب جو کہ کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، جب اسے بھی میلا دالنبی ﷺ کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت ﷺ کے لیے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان موحد کی جزا کا کیا عالم ہوگا، جو محبت اور خوشی سے لبریز ہو کر اپنا مال و متاع خرچ کرتا ہے---[مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۱۹]

شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں---[فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ۵]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور سید عالم ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی میں ہر سال کھانا پکواتا تھا، لیکن ایک سال مجھے سوائے بھنے ہوئے چنوں کے اور کچھ بھی میسر نہیں ہوا، چنانچہ میں نے وہی بھنے ہوئے چنے لوگوں میں تقسیم کر دیے، اسی رات خواب میں مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، میں نے دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے حضور سید عالم ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ ان سے بہت خوش نظر آرہے ہیں---[الدر الثمین، صفحہ۸]

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ تمام عالم اسلام میں ماہ ربیع الاوّل میں محافل میلاد کا انعقاد کرنا، خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، نیکیوں میں زیادتی کرنا، مختلف انواع واقسام کے صدقہ وخیرات کرنا اور دعوت طعام کا اہتمام کرنا، ہمیشہ سے مسلمانوں کا محبوب طرز عمل رہا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے یہ ہے کہ میلاد شریف کی برکت سے اس سال امن وامان، مطلوب کی جلد بشارت اور اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوتا ہے۔

عالم اسلام میں ہمیشہ سے اہل ایمان واہل محبت ماہ ربیع الاوّل کی راتوں میں بالعموم اور بارہ ربیع الاوّل کو بالخصوص محافل میلاد منعقد کرتے ہیں، چناں چہ علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے میلاد کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے رہے ہیں اور اس میں دعوت طعام کا اہتمام کرتے ہیں اور مختلف انواع واقسام کے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور بہت خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں۔ اس میں میلاد شریف پڑھتے ہیں، جس سے میلاد شریف کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوتا ہے اور محفل میلاد کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال امن وامان رہتا ہے اور مطلوب کی بشارت جلد مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں نازل فرمائے، جس نے میلاد شریف کے مہینے کی راتوں کو "عید" بنا دیا، تا کہ جن لوگوں کے دل میں (بغض رسالت کی) بیماری ہے، وہ اور بڑھ جائے--- [المواہب اللدنیہ، جلد ۱، صفحہ ۷۸]

تمام عالم اسلام کے مسلمان بارہ ربیع الاوّل کو یہ عظیم الشان اور ایمان افروز تہوار جشن عید میلاد النبی ﷺ ہمیشہ سے مناتے چلے آرہے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم ودائم ہے اور ایک بھی مسلمان روئے زمین پر باقی ہے، یہ جشن اسی طرح عقیدت واحترام، خوشی ومسرت اور پوری آب وتاب کے ساتھ منایا جاتا رہے گا اور اہل ایمان میلاد شریف کی برکتوں، رحمتوں اور دنیوی واخروی سعادتوں سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

افضلیت شب ولادت النبی ﷺ

نسبت ایک عظیم حقیقت، ایک محکم اساس اور مضبوط ستون ہے۔ اسلامی معاشرہ کا قیام اور بقا بھی نسبتوں کی پاس داری پر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں، ولیوں اور بزرگوں کا ادب واحترام سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھنے والے شہر (مکہ مکرمہ) کی قسم فرمائی اور غازیوں سے نسبت رکھنے والے گھوڑوں کی بھی قسم فرمائی ہے، اس لیے جس ذات کو، جس کتاب کو، جس گھر کو، جس دن کو، جس رات کو اور جس چیز کو حضور سید عالم ﷺ سے نسبت کا شرف حاصل ہے،

ہمیں سب کی تعظیم وتکریم کرنی ہے، کیوں کہ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور یہی صحابہ کرام ﷢ کا عمل ہے۔

علامہ احمد قسطلانی اپنی تصنیف لطیف "المواھب اللدنیہ" میں ایک بڑا ایمان افروز اور روح پرور نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی شب ولادت (بارہ ربیع الاوّل)، شب قدر سے افضل واعلیٰ ہے، آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہ ہیں:

① ...... شب ولادت، آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہے اور اس مسئلہ میں کوئی نزاع نہیں ہے، اس لحاظ سے شب ولادت، شب قدر سے افضل واعلیٰ ہے۔

② ...... شب قدر، نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہے اور شب ولادت بہ نفس نفیس آپ ﷺ کے ظہور کی وجہ سے شرف یاب ہے اور وہ ذات جس کی وجہ سے شب ولادت کو عظمت وفضیلت دی گئی ہے، یقیناً ان صفات سے افضل ہے، جن کی وجہ سے شب قدر کو فضیلت دی گئی ہے، لہٰذا شب ولادت، شب قدر سے افضل واقع ہوئی۔

③ ...... لیلۃ القدر میں صرف امت مصطفوی پر فضل وانعام واقع ہوتا ہے اور شب ولادت میں تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوا ہے، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں (کی مخلوقات) کے لیے سراپا رحمت (رحم کرنے والا) بنا کر بھیجا ہے---

[سورۃ الانبیاء:۱۰۷]

لہٰذا آپ ﷺ کی بدولت تمام مخلوقات عالم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں عام ہوئی ہیں، چناں چہ اس لحاظ سے بھی شب ولادت النبی ﷺ کا نفع بہت زیادہ ہے اور یہی افضل واعلیٰ ہے---[المواھب اللدنیہ، جلد ا، صفحہ ۷۷]

حاصل بحث یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بدولت تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا اور آپ ﷺ کو تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے صدقے سے تمام عالمین کو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمتیں، رحمتیں، برکتیں اور سعادتیں ملی ہیں اور ملتی رہیں گی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے---[القرآن]

لہٰذا جب تک یہ کائنات، یہ عالم، یہ عرش وفرش اور یہ انسانیت کا گلشن قائم ودائم رہے گا، آپ ﷺ کا یہ فیضان بھی قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

ماہ ربیع الاوّل اور روز دو شنبہ

حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ جس چیز کو نسبت کا شرف حاصل ہو جائے، تو اس کی قدر ومنزلت

اور عظمت کے بارے میں کس کو شک وشبہہ ہوسکتا ہے۔ یوں تو تمام مہینوں کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا اور ہر ایک مہینا کی عظمت وفضیلت اور مقام اپنی جگہ پر مسلم ہے، لیکن ماہ ربیع الاوّل کو یہ عظیم الشان شرف حاصل ہے کہ یہ مہینا حضور نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہے، کیوں کہ اسی ماہ مقدس کی بارہ تاریخ کو سید الانبیاء والمرسلین، باعث تخلیق کائنات، حضور سید العالمین جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، اس بزم عالم میں رونق افروز ہوئے۔

علامہ ابن الحاج (م ۷۳۷ھ) ماہ ربیع الاوّل اور پیر کے دن کے سلسلے میں ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل میں پیر کے دن ہوئی، ماہ رمضان میں نہیں ہوئی، جس میں قرآن نازل ہوا، نہ لیلۃ القدر میں ہوئی، نہ شعبان کی پندرہویں شب میں ہوئی، نہ جمعہ کے دن اور نہ اس کی شب میں ہوئی، اس میں کیا حکمت ہے؟ علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں کہ اس کا جواب چار طریقوں سے ہے:

① ...... درخت اور پھل وغیرہ پیر کے دن پیدا کیے گئے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ انسان کی مادی حیات کے اسباب جس طرح پیر کے دن بنائے گئے، اسی طرح اس کی روحانی حیات کا سبب کامل بھی پیر کے دن پیدا کیا گیا۔

② ...... ''ربیع'' کے معنی ہیں بہار اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ انسانیت کا گلشن یوں تو صدیوں سے آباد تھا، لیکن اس میں بہار اس وقت آئی، جب حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

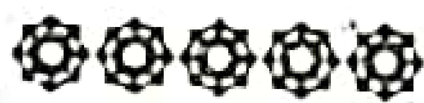
③ ...... ''فصل ربیع'' تمام فصلوں سے افضل واعلیٰ ہوتی ہے، اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت بھی تمام شریعتوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

④ ...... آپ ﷺ اگر رمضان المبارک، لیلۃ القدر یا جمعہ کی شب کو پیدا ہوتے تو ان اوقات سے آپ ﷺ کو فضیلت ملتی اور جب آپ ﷺ ماہ ربیع الاوّل میں پیر کے دن پیدا ہوئے تو اس ماہ اور اس دن کو آپ ﷺ کی بدولت عظمت وفضیلت ملی ہے اور امر واقعہ بھی یہ ہے کہ آپ ﷺ کسی سے فضیلت نہیں پاتے بلکہ کائنات میں جو بھی فضیلت پاتا ہے، وہ آپ ﷺ (سے نسبت کی وجہ) سے ہی فضیلت پاتا ہے۔--- [المدخل، جلد ۲، صفحہ ۲۶ تا ۲۹]

حضور سید عالم ﷺ کی حیات مبارکہ کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ یقین ویمین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اتنا کسی اور شخصیت کے بارے میں نہیں لکھا گیا، آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک گوشہ، ایک ایک انگ، ایک ایک جہت، ایک ایک پہلو، ایک ایک پیش گوئی اور ایک ایک معجزہ کو

ارباب سیر و مؤرخین نے اقوام عالم کے سامنے اجاگر کیا اور دنیوی اور اخروی سعادتیں پائیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت نگاری ختم ہونے والی نہیں ہے، لیکن اس صف میں جگہ پا جانا، باعث سعادت و ذریعہ نجات ہے۔ یہ چند سطور بھی اسی سعادت کے حصول کے لیے رقم کی ہیں، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور میرے لیے باعث شفاعت مصطفیٰ ﷺ اور ذریعہ نجات بنائے۔

آخر میں تمام اہل ایمان و اہل محبت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ محافل میلاد ضرور منعقد کریں، اس میں شرکت بھی کریں، لیکن محافل میلاد کے آداب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں اور محافل میلاد کی تمام تقریبات میں باوضو شرکت کریں اور سراپا ادب بن کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضور سید عالم ﷺ کا ذکر پاک کریں، سنیں اور بالخصوص حضور سید عالم ﷺ کی کامل اطاعت و محبت میں اپنی زندگی گزارنے کا عزم صمیم کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور سید عالم ﷺ کی ایسی سچی محبت نصیب فرمائے کہ ہم خود بہ خود سنت مصطفوی ﷺ کے سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں اور ہمارا وجود دوسروں کے لیے منارۂ نور اور مشعل راہ بن جائے۔۔۔ آمین ثم آمین



بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

مرحبا! صل علیٰ پھر عید میلاد آ گئی

ہم گنہ گاروں کی بگڑی کو بنانے کے لیے
آئے آقا ﷺ دو جہاں کو جگمگانے کے لیے

مرحبا! صل علیٰ پھر عید میلاد آ گئی
محفلِ کونین کی زینت بڑھانے کے لیے

آپ ﷺ کی رحمت پہ امت کو نہ کیسے ناز ہو
ہم گناہوں کے لیے، وہ بخشوانے کے لیے

بس درودِ پاک ہی اک نسخۂ اکسیر ہے
دو جہاں میں گوہرِ مقصود پانے کے لیے

سرورِ عالم ﷺ نے مالا مال مجھ کر کر دیا
لب ابھی کھولے تھے حالِ دل سنانے کے لیے

سید لولاک ﷺ کا میلاد ہے جانِ حیات
تھا یہی عنوانِ زیبا اس فسانے کے لیے

ساقیٔ بطحا ﷺ نے فرمایا ظہورِ پُر بہار
بادۂ رحمت نگاہوں سے پلانے کے لیے

جان بھی ان کی عطا ہے، دل بھی ہے ان کا کرم
لاؤں کیا آقا کے قدموں پہ لٹانے کے لیے

حق نے ہے محبوب ﷺ کو قاسم بنایا دہر میں
خیر و برکت کے خزانوں کو لٹانے کے لیے

ماہیٔ بے آب کی صورت تڑپتے ہیں غلام
آمنہ کے چاند کے قدموں میں جانے کے لیے

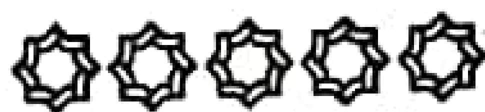
کتنی صدیاں پہلے اعلانات فرمائے گئے
نوشۂ میلاد کے تشریف لانے کے لیے

نسبتِ محبوبِ داور ہے بہت کافی ہمیں
خلد لے جانے، جہنم سے بچانے کے لیے

جب بھی ہم کو گھیر لیتی ہیں جہاں کی الجھنیں
بیٹھ جاتے ہیں نبی کے گیت گانے کے لیے

ہر گھڑی تیار ہے فیضان! آقا ﷺ کا کرم
عاصیوں کو اپنے دامن میں چھپانے کے لیے

فیض رسول فیضان



عجائباتِ میلاد

محمد منشاء تابش قصوری

ابو محمد، سیدنا آدم علیہ السلام

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد ہے۔ تفاسیر، احادیث، آثار، تواریخ اور کتبِ سیر میں اس کنیت کو ائمہ کرام، محدثینِ عظام، علماء اور مؤرخین نے تسلسل سے تحریر کیا ہے، مگر تعجب یہ ہے کہ کسی بھی انسان نے حضرت سیدنا عبدالمطلب سے پہلے اپنی اولاد کے لیے اسم "محمد" کو علم نہ بنایا، جب کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنی اپنی قوموں اور امتوں کو نبی اکرم، رسولِ اعظم، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ جمیلہ سے آگاہ فرماتے رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جلالتِ شان نے ہر دل کو مرعوب کر رکھا تھا۔ بناءً علیہ کسی بھی شخص کو اپنے بیٹے کا نام محمد رکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ خصوصاً ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ساقِ عرش کے علاوہ جنت کے دروازوں، محلات اور درختوں کے پتوں، حوروں کی آنکھوں اور پیشانیوں پر اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نقش شدہ دیکھ چکے تھے، پھر

لطف کی بات یہ ہے کہ حضرتِ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صد فرزند عطا فرمائے، مگر کسی ایک بیٹے کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر نہ رکھا، بلکہ معلومات کا تو یہ عالم تھا کہ اپنی لغزش بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے وسیلہ جلیلہ سے معاف کرائی۔

بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو ابو محمد کنیت سے نوازا، تو انھوں نے عرض کیا:

یَا رَبِّ! لِمَ کَنَّیْتَنِیْ اَبَا مُحَمَّدٍ؟---

''الٰہی! میری کنیت ابو محمد کس سبب سے ہے''---

ارشاد ہوا:

اِرْفَعْ رَأْسَکَ--- ''اپنا سر اٹھایے اور اوپر دیکھیے''---

فَرَفَعَ رَأْسَہٗ--- ''تو انھوں نے سرِ اقدس اوپر اٹھایا''---

فَرَأٰی نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سُرَادِقِ الْعَرْشِ---

''انھوں نے نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساقِ عرش پر دیکھا''---

تو آواز آئی:

ھٰذَا نُوْرُ نَبِیٍّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ ذُرِّیَّتِکَ---

''یہ اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے، جو تمہاری اولاد سے ہوگا''---

اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَ فِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ---

''ان کا اسمِ گرامی آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے''---

لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُکَ وَ لَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَ لَا اَرْضًا---

''اگر انھیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا، تو نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان معرضِ وجود میں لاتا''---

واضح ہوا کہ ہر ایک میلاد، میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہے۔

سببِ ہر سبب، منتہائے طلب علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

تمنائے زیارت

اللہ تعالیٰ عزوجل نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ودیعت فرمایا،

توان کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہوکر فرشتے درود وسلام پڑھنے لگے، سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

''الٰہی! فرشتے میرے پیچھے کھڑے کیا دیکھ کر درود وسلام پڑھ رہے ہیں؟''---

آواز آئی:

یَنْظُرُوْنَ اِلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ---

''یہ نورِ محمد ﷺ کی زیارت سے محظوظ ہوکر ان پر درود شریف پڑھ رہے ہیں''---

تو آپ کے قلبِ اطہر میں بھی نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ عرض کیا:

''یا اللہ! مجھے بھی اس نورِ مقدس کی زیارت سے مشرف فرما''---

تو اللہ تعالیٰ نے حضور سیدِ عالم ﷺ کے نور کو ان کی انگلیوں کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا، حضرتِ سیدنا آدم علیہ السلام نے فرطِ محبت سے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لیے۔ پھر کیا ہوا؟

مولوی عبدالستار صاحب ''اکرامِ محمدی'' میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت نے اوہ انگلی چم کے، اکھاں اوپر لائی — پڑھ صلوات نبی دے اُتے، عزت خوب بڑھائی
بانگ وِچالے سنتِ آدم اوتھوں مؤمن کردے — نام نبی دا سن انگوٹھے، چم اکھیاں تے دھردے

خوش بُو ھی خوش بُو

مواہبِ لدنیہ میں ہے کہ پشت در پشت نورِ مصطفیٰ ﷺ اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ فاخرہ میں منتقل ہوتا ہوا حضرتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صلبِ مبارک میں جلوہ افروز ہوا۔ جوانی کے عالم میں آپ ایک دن حطیمِ کعبہ میں سو گئے، جب بیدار ہوئے تو عجیب کیفیت تھی، آنکھوں میں سرمہ، سر پر تیل لگا ہوا اور نہایت دیدہ زیب لباس سے مرصع ہیں، نیز حسن و جمال کا عالم ہی کچھ اور ہے۔ حضرتِ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنی اس نرالی ہیئت پر سخت حیرت زدہ اپنے والد ماجد ہاشم بن عبد مناف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

وہ انھیں قریشی کاہنوں کے پاس لائے اور مذکورہ واقعہ بیان فرمایا۔ کاہنوں نے جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ، عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کو نکاح کا حکم فرما رہا ہے''---

چناں چہ آپ نے پہلے قتلہ سے عقد کیا، وہ جلد ہی فوت ہوگئیں، تو فاطمہ بنتِ عمرو سے نکاح ہوا، جن کے بطنِ اطہر سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ بیان کرتے ہیں:

''جب تک نورِ مصطفیٰ ﷺ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پشتِ مبارک میں جلوہ افروز رہا، ان کے بدنِ مبارک سے ہر وقت بھینی بھینی، روح پرور خوش بو آتی رہتی تھی،

جہاں سے گزرتے فضا مشک بار ہو جاتی"---

نیز بیان کرتے ہیں:

"مکہ مکرمہ میں قحط پڑ جاتا تو لوگ حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے کوہِ ثبیر پر لے آتے اور ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے، تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا اور قحط ختم ہو جاتا"---

مشرق و مغرب کا مالک

مستند روایات میں ہے کہ ایک رات حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کے سامنے اچانک ایک درخت نمودار ہوا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس تیزی سے بڑھنا شروع کیا، مشرق و مغرب، جنوب و شمال تک اس کی شاخیں پھیل گئیں، جڑیں تحت الثریٰ تک اور چوٹی آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ معاً ایک گروہ آیا، جو اس درخت کو اکھاڑنے پر آمادہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثناء میں ایک مختصری جماعت ظاہر ہوئی، جو اس کے مقابل ڈٹ گئی اور اس گروہ پر غالب آئی۔

جب حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو اس عجیب ترین خواب کی تعبیر کے لیے ایک یہودی معبر کے ہاں پہنچے۔ خواب بیان کیا، مگر اس نے حقائق کو چھپاتے ہوئے کہا:

"یہ محض تمہارا خیال ہے، پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں مگر جو منظر آپ دیکھ چکے تھے، محض وہم و گمان تصور کر کے بھلایا نہیں جا سکتا"---

چناں چہ وہاں سے پلٹے اور ایک معبرہ خاتون قریشیہ کے پاس آئے، اسے خواب سنایا، وہ فوراً گویا ہوئی:

لَیَخْرُجَنَّ مِنْ صُلْبِکَ رَجُلٌ یَمْلِکُ الْمَشْرِقَ وَ الْمَغْرِبَ---

پشت تیری تھیں بچہ ہوسی، رب دیاں سمجھ عطائیں　　مالک ہوسی کل دنیا دا، مشرق مغرب تائیں

حفیظ جالندھری مرحوم اس تعبیر کو یوں موزون فرماتے ہیں:

جوانی کے دنوں میں اِک نرالا خواب دیکھا تھا　　درختِ نسلِ ہاشم اس قدر شاداب دیکھا تھا

کہ اس کے سایہ میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے　　مکان و لامکاں دو ٹہنیاں معلوم ہوتے تھے

عبرت ناک انجام

جوں جوں ظہورِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قریب آتا جا رہا تھا، توں توں شیطان اپنی ذریت کے ذریعے

نئے نئے جال بن کر انھیں ختم کرنے کے منصوبے مرتب کرتا رہتا تھا۔ ادھر حضرت سیدنا عبدالمطلب کی پشتِ مبارک سے حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کے صلبِ اطہر میں نورِ نبوت جاگزیں ہوا، تو ادھر شیطان نے حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ پر طرح طرح کے وار چلانے شروع کر دیے۔ حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ نہ صرف سیدنا عبدالمطلب ﷺ ہی کی آنکھ کا تارا تھے، بلکہ اس قریشی، ہاشمی شہزادے پر مکہ مکرمہ کا ہر بچہ بوڑھا، نوجوان، مرد و زن شیدا تھا، اس رعنا جواں کا حسن و جمال دیدنی تھا۔ شرافت کا یہ پتلا ایک روز طواف کعبہ سے فارغ ہو کر گھر کی طرف پلٹا ہی تھا کہ بنتِ مرالخثمیہ حسینہ نے آپ کو اپنی طرف رغبت دلائی اور اپنی خواہش کی تکمیل پر ایک سو اونٹ کے عطیہ کی پیش کش بھی کی، تو حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ نے ایک غیرت مند انسان کی طرح نہ صرف اس کی تمنا کا جنازہ نکال دیا، بلکہ اس کی پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے گویا ہوئے:

اَمَّا الْحَرَامُ ، فَالْمَمَاتُ دونَہ وَ الْحِلُّ لا حِلَّ فَاسْتَبِیْنُہٗ
فَکَیْفَ بِالامرِ الَّذِیْ تَبْغِیْنَہٗ یحمی الکریمُ عرضَہ و دِیْنَہٗ

"فعلِ حرام کے ارتکاب سے تو مرجانا ہی اچھا، حلال کو بے شک میں پسند کرتا ہوں، مگر اس کے لیے اعلان ضروری ہے، تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو مگر شریف انسان کو لازم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے"---

دکھائی مرد نے جب اس طرح سے شوکتِ ایماں ہوئی شرمندہ عورت، پست ہو کر رہ گیا شیطاں

اس کے بعد جب گھر تشریف لائے تو حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کی طبیعت پر بے حد بوجھ تھا کہ میرے جیسے عفت مآب کی طرف اسے دیکھنے کی جرأت تک کیوں ہوئی؟ والدِ ماجد نے آپ کی اندرونی کیفیت کو جاننے کی کوشش کی، مگر ایک غیرت مند انسان کی طرح آپ نے شرم وحیا سے کام لیتے ہوئے عرض کیا:

"ابا جان! اجازت فرمایئے، تاکہ میں ہرن کا شکار کھیل آؤں"---

حضرت سیدنا عبدالملطب ﷺ نے اجازت فرمائی۔ شکار کے لیے باہر تشریف لے گئے، انھی دنوں خیبر سے آئے ہوئے پانچ یہودی تاجر مکہ مکرمہ سے واپسی کا سامان باندھے باتیں کرتے جا رہے تھے، ان میں سے ایک نے کہا:

"میں نے تورات کو دیکھا ہے کہ وادیٔ عرب میں ایک نبی کا ظہور ہوگا"---

دوسرا بولا:

''بے شک، مگر وہ ہماری قوم سے ہوگا''---

تیسرے نے تائید کی:

''بے شک ہماری قوم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری ہے، لہٰذا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے علاوہ نبی ہو نہیں سکتا''---

چوتھے نے کہا:

''وہ نبی مدینہ پاک سے اٹھے گا اور ہماری قوم سے ہوگا''---

پانچواں بھی انھیں کی تائید کر رہا تھا کہ اچانک شیطان ایک شیخ (بزرگ) کی شکل میں نمودار ہوا، نہایت عیاری اور مکاری سے اپنی طرف اس نے متوجہ کیا اور کہا:

''میں نے تمہاری باتیں بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے سنی ہیں، مگر میں تمہاری خیرخواہی کے لیے وہاں سے آیا ہوں اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم یہودی قوم کا بھلا چاہتے ہو تو سنو، آج کل پروردگار کی توجہ عرب کے مشہور خاندان قریش کی طرف مبذول ہے، مکہ مکرمہ کے سردار عبدالمطلب کے صاحبزادے عبداللہ کی پشت میں اس نبی کا نور منتقل ہو چکا ہے۔ عنقریب اس کی ولادت اسی شہرِ مقدس میں ہوا چاہتی ہے، اگر میری بات مانو تو عبداللہ بن عبدالمطلب کو قتل کر دو، وہ بہت جلد اس وادی میں ہرنوں کے شکار کے لیے آنے والا ہے''---

سحر کے وقت نکلو، غار سے میدان میں جاؤ　　وہیں اس نوجواں کو قتل کر ڈالو، جہاں پاؤ

اسی اثناء میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ شکار کھیلتے ہوئے، ان یہودیوں کے قریب پہنچ گئے:

ادھر پانچوں یہودی بھی اندھیرے غار سے نکلے　　یہ بزدل گھڑ چڑھے اس دامنِ کہسار سے نکلے

جوانِ ہاشمی کی جستجو تھی، ان کمینوں کو　　کہ شیطاں نے حسد سے بھر دیا تھا، ان کے سینوں کو

یہودی گھڑ چڑھوں نے دفعۃً پیدل کو آ گھیرا　　نظر تلوار آئی، دیدۂ حیراں جدھر پھیرا

مگر یہ شیر تلواروں کے سایہ سے نہ گھبرایا　　مثالِ برق کوندا، پشتِ توسن پر چلا آیا

پکارا پہلے بتلا دو کہ حملے کا سبب کیا ہے؟　　وہ بولے ایک ہی مقصد ہے، تجھ کو قتل کرنا ہے

آناً فاناً انھوں نے آپ پر حملہ کر دیا، آپ نے وار روکے اور بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ پہلے ہی حملے میں ان کا ایک ساتھی ڈھیر ہوگیا۔ وہ تجربہ کار، جنگ جو اور پختہ عمر رکھتے تھے، جب کہ آپ عالم شباب میں قدم رکھ رہے تھے، تاہم خاصی دیر تک مقابلہ جاری رہا۔ اس دوران حضرت وہب بن عبد مناف (حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد) کا اونٹ گم ہوگیا، وہ اس کی تلاش میں ادھر آنکلے اور حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کو چار آدمیوں سے برسرپیکار دیکھا۔ ان کے دل میں معاونت کا خیال آیا اور اٹھے ہی تھے کہ اچانک پاؤں میں کپڑا الجھ گیا اور گر پڑے۔ دوبارہ قصد کیا تو پھسل گئے، سر پر چوٹ آگئی۔ تیسری مرتبہ پھر خون نے جوش مارا تو اچانک اژدھا راہ میں حائل ہوگیا، تقدیر پرشاکر دل میں سوچا کہ اب آنکھیں بند کرلوں، کیوں کہ میں ہاشمی شہزادے کو قتل ہوتے دیکھ نہیں سکتا۔ اس بات کے دل میں آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ چار فرشتے آسمان سے اترے اور ان یہودیوں کو ختم کر ڈالا۔ حضرت وہب وہاں پہنچے تو دیکھا، ان کے سر قلم ہو چکے تھے:

کھڑا تھا اِک جگہ فرزندِ عبد المطلب تنہا پڑے تھے اب یہ لاشے، ایک اِک سے دور، سب تنہا
یہ سارا ماجرا اس کے پدر کو جا کے بتلایا غرض زخمی جوان کو ساتھ لے کر وہب گھر آیا

حضرت سیدنا عبدالمطلب نے حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کے بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حضرت وہب بن عبد مناف کے دل میں اس عظیم الشان اور عدیم النظیر واقعہ دیکھنے کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کی محبت نے گھر کرلیا اور انھیں اپنی دامادی کے شرف سے ممتاز کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔

فوز عظیم

اُمّ مصطفیٰ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ ماجد حضرت سیدنا وہب بن عبد مناف ﷺ جب بچشم خود حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالتِ شان کا معائنہ کر چکے تھے، تو ان کے دل میں ایسے دُرِّ نایاب کو اپنانے کی خواہش کا پیدا ہونا فطری تقاضا تھا۔ چناں چہ انھوں نے اپنی نہایت پاک باز، عفت مآب صاحبزادی حضرت سیدہ آمنہ (سلام اللہ علیٰ ابیہا و علیہا) کے عقد کے لیے حضرت سیدنا عبدالمطلب ﷺ سے بات کی۔ تو انھوں نے آمادگی کا اظہار فرمایا اور پھر چند ہی دن بعد حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وقوع میں آیا۔

وہ نورِ لم یزل، جس کی جھلک تھی روئے انور میں
نظر آنے لگی اس کی جھلک تقدیرِ مادر میں

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْن

نبی کریم ﷺ نے اپنے میلاد کا تذکرہ کرتے بارہا فرمایا۔ انھیں واقعاتِ ولادت میں آپ ﷺ نے اپنے والدِ ماجد حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے میلادِ پاک کی کیفیت بھی بیان فرمائی، جو بڑی تعجب خیز لیکن ایمان افروز ہے، جسے رسولِ کریم ﷺ نے بڑے والہانہ انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ--- ''میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں''---

یعنی حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح عظیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جن کے ذبح کا واقعہ بڑا دل دوز ہے، جو مکہ مکرمہ میں ظہور پذیر ہوا۔ قصہ قدرے طویل ہے، مگر اختصاراً تحریر کیا جاتا ہے۔ بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی، الٰہی! تو مجھے دس بیٹے عطا فرما۔ جوان ہونے پر ان میں سے ایک تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف ازواج سے دس فرزند عطا فرمائے، جن میں حضرت عبداللہ تمام سے فائق تھے، وعدہ کے مطابق حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا اور منادی کر دی گئی۔ مگر مکہ مکرمہ کے تمام لوگ کیا یگانے، کیا بیگانے، حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی کے خلاف رائے دینے لگے۔ بھائیوں نے اپنی اپنی قربانی کی پیش کش کر دی، معاملہ نہایت نازک ہوتا گیا، بالآخر سرکردہ حضرات نے فیصلہ دیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اور جب تک اونٹوں کے نام قرعہ نہ نکلے، دس دس کا اضافہ کیا جائے، چناں چہ دسویں مرتبہ ایک سو اونٹوں کے نام قرعہ نکلا، جو حضرت سیدنا عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے فدیہ میں ذبح کر دیے۔ اس طرح حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زندگی اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھی اور عظمت و رفعت کو چار چاند لگا دیے۔

دراصل دورِ جاہلیت میں سردارانِ مکہ نے یہ طے کر رکھا تھا کہ قتل کے بدلے قتل یا فدیہ و قصاص میں دس اونٹ مقتول کے ورثاء کو دینے ہوں گے، اسی بنا پر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی عمل میں آئی، مگر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فدیہ میں

سو اونٹوں کی قربانی کے بعد مقتول کے ورثاء کے لیے ایک صد اونٹ ہی فدیہ شہرت پکڑ گیا، جو حجازِ مقدس میں قبائلی سطح پر آج بھی قائم ہے۔

"اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ" اسی کی طرف مشیر ہے۔ نیز اس قربانی کے بعد سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جو لوگ دس اونٹوں کے بدلہ میں انسان کو قتل کرنا آسان سمجھتے تھے، اب ان کو سو اونٹوں کی ادائیگی کے بوجھ نے قتل سے اجتناب کی راہ دکھائی۔ رحمتِ عالم ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے قبل ہی قتل کے دروازے مقفل ہونا شروع ہو گئے تھے، مگر ذاتی انا کی خاطر انسان جب درندگی پر اتر آتا ہے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا، وہ بہر حال نفسِ امارہ کی خواہش کو پورا کرتا ہے، چناں چہ ابو جہل نے نبی اکرم ﷺ کو شہید کرانے کا منصوبہ مرتب کیا، تو قاتل کے لیے اس نے بھی سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا، مگر آپ ﷺ کی حفاظت و صیانت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھی تھی:

﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾---

اے حبیب! جس طرح چاہو، جہاں چاہو، تبلیغ کرو، تمہاری حفاظت ہم خود کریں گے۔

بالفاظِ دیگر تمہارے دشمنوں سے ہم خود نمٹ لیں گے:

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے ۔۔۔ پر نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
فرش والے تیرے شوکت کا علو کیا جانیں؟ ۔۔۔ خسروا! عرش پہ بھی اُڑتا ہے پھریرا تیرا

جبینِ منور

حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں، جب کہ قریب ہی سید عالم، حبیب مکرم ﷺ نعلین شریفین مرمت فرما رہے تھے:

فَجَعَلَ جَبِيْنُهٗ يَعْرِقُ وَ جَعَلَ عَرَقُهٗ يَتَوَلَّدُ نُوْرًا---

گرمی کے باعث جبینِ مصطفیٰ ﷺ پر پسینے کے قطرے ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جمالِ حبیب ﷺ پر انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ حضرت سیدہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں مبہوت ہو گئی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا لَكِ بُهِتِّ؟--- "عائشہ! تم مبہوت کیوں ہو رہی ہو؟"---

قُلْتُ جَعَلَ جَبِيْنُكَ يَعْرِقُ وَ جَعَلَ عَرَقُكَ يَتَوَلَّدُ نُوْرًا---

”میں نے عرض کیا، آپ ﷺ کی جبینِ اقدس پر پسینا اس انداز سے پیدا ہو رہا ہے، گویا اس سے نور کے فوارے پھوٹ رہے ہیں“---

وَ لَوْ اَرَاکَ اَبُوْ کَبِیْرِ الْھُذَلِیُّ لَعَلِمَ اَنَّکَ اَحَقُّ بِشِعْرِہٖ حَیْثُ یَقُوْلُ:

”اگر آپ (ﷺ) کی اس کیفیت کو ابو کبیر ہذلی (شاعر) دیکھ لیتا، تو یقیناً پکار اُٹھتا، کہ حقیقۃً آپ (ﷺ) ہی کی ذاتِ اقدس اس کے اس شعر کی مصداق ہے“:

وَ اِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ ۔۔۔ بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

”جب آپ (ﷺ) کے چہرے کو دیکھتا ہوں، تو وہ ایسے چمکتے ہوئے محسوس ہوتا ہے، جیسے باریک سے بادل میں چاند چمکتا دکھائی دیتا ہے“---

فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا کَانَ فِیْ یَدِہٖ وَ قَامَ، اَتٰی، فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیَّ وَ قَالَ جَزَاکِ اللّٰہُ یَا عَائِشَۃُ! خَیْرًا، فَمَا اَذْکُرُ اَنِّیْ سُرِرْتُ کَسُرُوْرِیْ بِکَلَامِکِ---

”یہ شعر سنتے ہی رسولِ کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں جو کچھ بھی تھا، رکھ دیا اور کھڑے ہوئے اور میرے پاس تشریف لاتے ہی میری پیشانی چوم لی، پھر آپ نے دعا سے نوازا۔ فرمایا، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے، مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے، اتنا کبھی خوش نہیں ہوا جتنا آج یہ شعر سننے سے مجھے بے حد سرور حاصل ہو رہا ہے“---[الدر المنظم]

واضح ہوا کہ حضرت سید عالم ﷺ اپنے ذکر سے سرور حاصل کرتے ہیں اور خوشی و مسرت کے عالم میں ذکر کرنے والوں کو اپنی دعاؤں سے بھی نوازے رہتے ہیں۔

خوش بو دار سانپ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حج کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، راستہ میں انھوں نے ایک نہایت خوب صورت سفید رنگ کا سانپ دیکھا:

یَنْفَحُ مِنْہُ رِیْحُ الْمِسْکِ..........الخ---

”جس سے کستوری کی خوش بو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے رفقاء سے کہا، آپ جایئے

اور میں اس وقت تک یہاں سے آگے نہیں بڑھوں گا، جب تک اس کے انجام کو نہیں دیکھ پاتا۔ وہ سانپ کوئی چیز کھا رہا تھا، اس کے کھاتے ہی وہ مر گیا۔ میں نے سانپ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر راستے کی ایک جانب دفن کر دیا، پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملا......الخ''---

واللہ! ابھی میں ساتھیوں کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے پوچھا:

''تم میں سے عمرو کو کس نے دفن کیا ہے؟''---

ہم نے دریافت کیا: ''عمرو کون ہے؟''---

اس نے کہا: ''وہ سانپ''---

میں نے کہا: ''میں دفن کر کے آ رہا ہوں''---

وہ عورت بولی:

''بخدا! تو نے دن کو روزہ رکھنے، رات کو عبادت کرنے اور شب و روز نیکی کی تبلیغ کرنے والے کو دفن کر دیا، جو تمہارے رسول ﷺ کی بعثت سے چار سو سال قبل تعریف سن کر آسمان پر ایمان لایا تھا''---

یہ سن کر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر حجِ کعبہ کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کر کے مدینہ طیبہ واپسی پر حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوش بودار سانپ کا قصہ پیش کیا۔ تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، لَقَدْ آمَنَ بِيْ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ بِاَرْبَعِ مِائَةِ سَنَةٍ---

''تم سچ کہتے ہو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ وہ میرے مبعوث ہونے سے چار سو سال قبل ایمان لایا تھا''---

سبحان اللہ! صدیوں آمدِ مصطفیٰ اور میلادِ حبیب ﷺ کی انتظار رہی، جب دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے، تو عشاق کی تمنائیں بر آئیں اور حضور ﷺ کی محبت کے باعث انسان تو انسان، جنات اور حیوانات، جنھیں آپ ﷺ سے پیار تھا، ان میں قدرتی طور پر خوش بو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے

عظمتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا سکہ بٹھا دیا۔

وہ شمع کیوں بجھے ....؟

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز میں ایک سوال ''میلاد شریف میں جھاڑ، فانوس وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں؟'' ہے، اس کے جواب میں ''ارشاد'' کے عنوان سے درجِ ذیل عبارت درج ہے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی دولت میں اضافہ کیجیے:

''ارشاد: علماء فرماتے ہیں:

لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَ لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ ---جس شئے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو، ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی---

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رودباری علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بندۂ صالح نے مجلسِ ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے، بانیٔ مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا:

''جو شمع میں نے غیرِ خدا کے لیے روشن کی، بجھا دیجیے''---

کوششیں کی جاتی تھیں مگر کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔ سچ فرمایا کسی شاعر نے:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیوں بجھے، جسے روشن خدا کرے

غالباً مولانا ظفر علی خان نے ایسے ہی موقع پر کہا ہوگا:

نورِ خدا ہے، کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ﴾---

اس آیت کا مولوی عبدالستار صاحب یوں ترجمہ منظوم کرتے ہیں:

پھونکاں مار بجھایا لوڑن، نور محمد والا
نور محمد کدے نہ بجھ سی، وعدہ حق تعالیٰ



دلائلِ میلاد

تحریر: ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری
ترجمہ: علامہ غلام رسول سعیدی

پہلی دلیل

ابولہب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کی اور ثویبہ کو آزاد کر دیا، تو اس کی جزا میں ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

دوسری دلیل

نبی کریم ﷺ اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لیے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے، جیسا کہ امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انعقادِ محفلِ نبوی میں اگرچہ تعظیم کی صورت مختلف ہے لیکن تعظیم کا معنیٰ موجود ہے۔

تیسری دلیل

نبی اکرم ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنا قرآن مجید کا مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا﴾---

”آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ“---

اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور نبی رحمت ﷺ سب سے بڑی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ٥﴾---

چوتھی دلیل

جس زمانہ میں کوئی عظیم دینی کام ہوا ہو، جب وہ زمانہ لوٹ کر آئے تو اس کی تعظیم کرنی چاہیے،

نبی کریم ﷺ نے خود اس قاعدہ کو مکرر فرمایا۔ جب آپ ﷺ نے یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا تو اس کا سبب معلوم کیا اور جب کہا گیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کو قومِ فرعون سے نجات دی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام پر نعمت کا شکر ادا کرنے کے ہم زیادہ حق دار ہیں''---

آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

پانچویں دلیل

محفلِ میلاد کی ہیئتِ اجتماعیہ ہر چند کہ بدعت ہے، لیکن اس کی اصل عہدِ رسالت میں موجود تھی۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی ولادت کا بیان فرمایا:

اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَ بِشَارَۃُ عِیْسٰی---

''میں اپنے باپ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا اور حضرتِ عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں''---

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ--- ''میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں''---

(ایک حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ایک آپ ﷺ کے والد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سعیدی)

چھٹی دلیل

محفلِ میلاد، نبیٔ پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا محرک، باعث اور سبب ہے اور جو چیز مطلوبِ شرعی کا سبب ہو، وہ شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔

ساتویں دلیل

محفلِ میلاد میں آپ ﷺ کے معجزات و کمالات اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا بیان ہوتا ہے اور ہمیں آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

آٹھویں دلیل

جو شعراء صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی مدح کرتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے تھے، ان سے آپ ﷺ خوش ہوتے اور ان کو انعامات سے نوازتے۔ تو جب محفلِ میلاد میں آپ ﷺ کے شمائل و فضائل کا بیان ہوگا اور نعت خوانی ہوگی، آپ ﷺ اس سے خوش ہوں گے اور آپ ﷺ کی خوشی شرعاً مطلوب ہے۔

نویں دلیل

آپ ﷺ کے معجزات اور سیرت کا بیان، جو آپ ﷺ کے ساتھ ایمان کے کمال اور آپ ﷺ کی محبت میں زیادتی کا موجب ہو، وہ شرعاً مطلوب ہے۔

دسویں دلیل

محفلِ میلاد میں اظہارِ سرور، مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور آپ ﷺ کی تعریف کرنا ہے، یہ سب چیزیں آپ ﷺ کی تعظیم کو ظاہر کرتی ہیں اور آپ ﷺ کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے۔

گیارھویں دلیل

نبیٔ پاک ﷺ نے جمعہ کے دن کی فضیلت یہ بیان کی ہے کہ اس دن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، تو جس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے، اس کی فضیلت کا کیا عالم ہوگا؟ جس جگہ کوئی نبی پیدا ہو، اس جگہ کی بھی شرعاً تعظیم ہے، کیوں کہ بیتِ لحم کے پاس حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہاں دو رکعت نماز پڑھیں اور بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

بارھویں دلیل

تمام علماء اور تمام شہروں کے مسلمانوں نے محفلِ میلاد کو مستحسن قرار دیا اور حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جس کام کو مسلمان برا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے"---

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔

تیرھویں دلیل

محفلِ میلاد میں ذکر کے لیے جمع ہونا، نعت خوانی اور صدقہ وخیرات کرنا نبی ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ تمام چیزیں سنت اور شرعاً مطلوب ومحمود ہیں۔

چودھویں دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ﴾---

"ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات آپ (ﷺ) کو بیان کرتے ہیں، جس سے ہم آپ (ﷺ) کے دل کو استقامت پر رکھتے ہیں"---

اور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے ہم اپنے دل کی تسکین کے محتاج ہیں۔

پندرھویں دلیل

ہر وہ چیز جو عہدِ رسالت میں نہ ہو، مطلقاً مذموم وحرام نہیں ہے، بلکہ اس کو دلائلِ شرعیہ سے

دیکھا جائے گا، اگر اس میں کوئی مصلحتِ واجبہ ہوگی، تو وہ واجب ہوگی۔ اسی طرح مستحب، مباح، مکروہ اور حرام، یہ سب بدعت کی اقسام ہیں۔

سولھویں دلیل

جو چیز صدرِ اوّل میں ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ نہ ہو لیکن افراد کے ساتھ ہو، تو وہ بھی مطلوبِ شرعی ہے، کیوں کہ جس کے افراد شرعاً مطلوب ہوں، اس کی ہیئتِ اجتماعیہ بھی شرعاً مطلوب ہے۔

سترھویں دلیل

اگر یہ بدعت حرام ہو، تو حضرات سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قرآنِ کریم جمع کرنا، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا اور تمام علومِ نافعہ کی تصنیف حرام ہو جائے گی اور ہم پر واجب ہوگا کہ ہم تیر کمان کے ساتھ کفار سے جنگ کریں اور بندوقوں اور توپوں سے جنگ حرام ہو اور مناروں پر اذان دینا، سرائے اور مدارس بنانا، ہسپتال اور یتیم خانے بنانا، سب حرام ہو جائیں۔ اس وجہ سے وہ نیا کام حرام ہوگا، جس میں برائی ہو، کیوں کہ ایسے بہت سے کام ہیں، جن کو نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کیا۔ مثلاً تراویح میں ختمِ قرآن، ختم قرآن کی دعا، ستائیسویں شب کو امام الحرمین کا خطبہ دینا وغیرہ۔

اٹھارھویں دلیل

امامِ شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو چیز کتاب، سنت، اجماع یا اقوالِ صحابہ کے خلاف ہو، وہ بدعت ہے اور جو نیک کام ان کے مخالف نہ ہو، وہ محمود ہے"۔۔۔

انیسویں دلیل

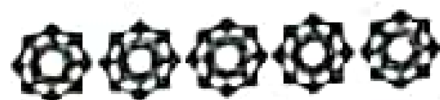
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اسلام میں اچھا کام کیا اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا، تو اس کو ان کا اجر ملے گا اور ان کے اجور میں کمی نہیں ہوگی"۔۔۔

بیسویں دلیل

جس طرح حج کے افعال، صفا و مروہ کی دوڑ، صالحین کی یاد تازہ کرنے کے لیے مشروع ہیں، اسی طرح محفلِ میلاد بھی نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ کرنے کے لیے مشروع ہے۔

[ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ)، المورد الروی فی المولد النبوی، ملخصاً صفحہ ۱۷-۹، مطبوعہ مدینہ منورہ ۱۴۰۰ھ]



میلادی رِوایات

مولانا عبدالماجد دریا آبادی

کلامِ مجید میں ذکر متعدد انبیاءِ کرام علیہم السلام کا آتا ہے، لیکن صرف چند انبیاءِ کرام اور ان کے متعلقین ہیں، جن کی پیدائش یا ولادت کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس مختصر فہرست میں سب سے پہلے نام حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ آپ کی پیدائش خوارقِ عادات کا ایک مجموعہ تھی اور فطرت کے عام دستور سے بالکل مختلف ہوئی۔ اوّل تو آپ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا گیا، پھر فرشتوں سے آپ کی تعظیم کرائی گئی اور جس مخلوق نے آپ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، وہ ہمیشہ کے لیے ملعون ہو گیا۔ آپ کو تمام اسماء کا علم کرادیا گیا، آپ کی پیدائش سے قبل فرشتوں سے خاص طور گفتگو فرمائی گئی اور پیدائش کے بعد ہی فرشتوں کے علم کا آپ کے علم کے مقابلہ میں امتحان لیا گیا، جس میں آپ کو کامیابی ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ سارا سلسلۂ واقعات عام انسانوں کی پیدائش کے قبل و بعد میں وجود میں لاتے رہنے کا دستور نہیں۔

زوجِ آدم، حضرت حوا کی پیدائش کے بابت کوئی تصریح کلامِ مجید میں وارد نہیں، لیکن اس قدر ہے:

﴿خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا﴾---

''اسی نفسِ واحد سے اس کے زوج کو پیدا کیا''---

اور اکثر مفسرین، مثلاً امام ابن جریر، حافظ ابنِ کثیر، قاضی بیضاوی وغیرہم نے قتادہ، سدی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے دے کر یہ معنیٰ لکھے ہیں:

"آپ کی پیدائش حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پسلی سے ہوئی"---

یہ معنیٰ بالکل صحیح ہوں یا نہ ہوں، لیکن اتنا اشارہ تو کلام مجید سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش فطرت کے عام دستور سے ہٹ کر کسی اور طریق پر ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کے سلسلہ میں کلامِ مجید سے ثابت ہے کہ بشارت دینے والے فرشتے انسان کی صورت میں مرئی ہو کر آئے، جنھیں آپ کی والدہ نے جو نبی نہ تھیں، دیکھا اور ان سے گفتگو کی اور ان فرشتوں نے انھیں حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کے علاوہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بھی بشارت دی اور ان کے دل کو تسلی اور ڈھارس دی۔

اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر ان کی والدہ پر باوجود ان کے نبی نہ ہونے کے، وحی نازل ہوئی، ان کے دل کو تسلی و تشفی دی گئی، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کا ایک خاص طریقہ بتایا گیا، ان کے محفوظ رہنے اور آئندہ پیمبر بننے کا علم، جواب تک پردۂ غیب میں تھا، ان کی والدہ کو عطا کیا گیا، پھر سمندر میں ڈالے جانے کے بعد معجزانہ انداز سے آپ کی پرورش فرعون واہلِ فرعون سے کرائی گئی اور رضاعت پر آپ کی والدہ ماجدہ ہی کو مقرر کرایا گیا۔ یہ ساری تصریحات کلامِ مجید ہی میں ہیں۔ احادیث میں اور زائد تفصیلات موجود ہیں۔ یہ سارے واقعات خوارقِ عادت ہیں، یعنی فطرت کے عام دستور کے خلاف ہیں۔

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اس وقت ہوئی، جب آپ کے والد ماجد اپنے کو بوجہ ضعیفی تولید کے ناقابل اور آپ کی والدہ کو عقیمہ سمجھ چکے تھے۔ پھر اس مبارک ولادت کی بشارت فرشتوں نے پکار پکار کر دی اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تو ایک مجموعۂ عجائب ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بغیر کسی مرد کے حاملہ ہو جانا، باوجود نبی نہ ہونے کے فرشتوں کا آپ سے گفتگو کرنا اور اپنے بطن سے ایک نبی مرسل کے تولد ہونے کی بشارت ملنا، وضع حمل کے وقت ایک چشمہ کا جاری ہو جانا، تازہ پھلوں کا خود بخود آ کر گرنا، پھر حضرت مسیح علیہ السلام کا بچپن ہی میں بولنے لگنا اور اپنی والدہ مکرمہ کی پاک دامنی کی شہادت دینا، ہر واقعہ بجائے خود ایک معجزہ ہے۔ خود حضرت سیدہ مریم کے پاس اپنے بچپن میں بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے کھانا پہنچ جانا، قرآن ہی میں

درج ہے اور احادیث میں خوارقِ عادات کے مزید جزئیات مل جاتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے جتنے نیک اور برگزیدہ بندوں اور بندیوں کی پیدائش کا ذکر کلامِ مجید میں ہے، ان سب میں امرِ مشترک ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی پیدائش کے وقت یا قبل یا بعد کچھ خوارقِ عادت کا ظہور ہوا ہے، یعنی ایسے واقعات برابر پیش آئے ہیں، جنھیں انسان اپنے محدود تجربہ میں فطرت کے عام دستور کے خلاف پاتا اور سمجھتا ہے۔ خصوصاً ماؤں کو غیبی بشارتیں ملنا، تو حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام تینوں کی ولادتوں کے متعلق اور فرشتوں کا مرئی ہو کر آنا، حضرت سیدہ مریم اور حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کے متعلق (باوجود ان کے نبی نہ ہونے کے) ثابت ہے۔ پھر اگر رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم اور پیغمبروں کے سرتاج کی ولادت کی بشارتیں فرشتوں نے پکار پکار کر دی ہوں، اگر اس آفتاب کے طلوع پر عالمِ ملکوت میں غلغلۂ شادمانی و مسرت برپا ہوا ہو، اگر اس نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے لیے انوارِ غیب مرئی ہو گئے ہوں، اگر اس خوش نصیب و قابلِ رشک خاتون کے شہود میں بعض لطائف ملکوت لے آئے گئے ہوں، تو کیا کسی مسلمان کو اس پر حیرت ہونی چاہیے؟

کہا جاتا ہے کہ صحیح حدیثوں میں ان عجائب و خوارق کا ذکر نہیں، جو عموماً میلاد ناموں میں درج ہیں۔ حدیثوں میں ان واقعات کا ذکر تو کثرت سے ہے، اس سے کسی گروہ کو بھی انکار نہیں۔ بحث صرف یہ رہ جاتی ہے کہ آیا یہ احادیثِ صحیح و قابلِ استناد بھی ہیں یا ضعیف و موضوع؟ اس کے جواب کا حق عوام کو نہیں، بلکہ صرف ماہرینِ فن کو ہے۔ قانون، طب، فلسفہ، ادب، دنیا کے ہر علم و فن کی طرح فنِ حدیث بھی ایک مخصوص فن ہے اور حدیثوں کا پرکھنا، صحیح کو ضعیف سے الگ کرنا، صرف انھیں بزرگوں کا کام ہو سکتا ہے، جنھوں نے مخصوص اس فن کی تحصیل و تکمیل میں اپنی عمریں صرف کی ہوں اور جن کا محدث و نقادِ حدیث ہونا اہلِ فن کو مسلم ہے۔

یہ سچ ہے کہ بعض محدثین نے ان میلادی روایات کی تضعیف کی ہے، لیکن جن بزرگوں نے انھیں قبول کر کے اپنی تصانیف میں درج کیا ہے اور ان سے استناد کیا ہے، ان کا علم و فضل، ان کا تبحر و دائرۂ نظر بھی کچھ کم قابلِ احترام نہیں۔ ایسی حالت میں ہم عامیوں کے لیے ان روایات سے یک سر انکار کر بیٹھنا کہاں تک زیبا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی دورِ متاخرین میں شاید محدثین کے سرتاج ہیں۔ کتبِ میلاد کی تصنیف میں آپ کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے، لیکن خود شاہ صاحب نے جو

فارسی میلاد نامہ تالیف فرمایا ہے، اس میں ان روایات سے انکار نہیں بلکہ بعض کا اندراج موجود ہے۔ فرماتے ہیں:

شبِ ولادت آں حضرت ﷺ در حرکت آمد کوشکِ کسریٰ، تا آں کہ شنیدہ شد آواز وے و افتاد از آں جا چہاد دہ کنگرہ و بمرد آتشِ فارس و نمردہ بود پیش ازاں بہزار سال و خشک شد چشمہ ساوہ---[سرور المحزون، صفحہ ۳، مجتبائی، دہلی]

''آں حضرت ﷺ کی شبِ ولادت، کسریٰ کے محل میں لرزہ پڑا، جس کی آواز سنی گئی اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتشِ فارس، جو ایک ہزار سال سے برابر روشن تھی، بجھ گئی اور چشمۂ ساوہ خشک ہو گیا''---

یہ روایتیں عام طور سے میلاد ناموں میں بیان کی گئی ہیں اور شاہ صاحب کا انھیں قبول کر لینا، ہم عامیوں کے لیے کافی تشفی بخش ہو جانا چاہیے۔

آج سے ساڑھے تین سو سال قبل، ہندوستان کے ایک اور فاضل حضرت شاہ عبدالحق دہلوی (علیہ الرحمہ) فنِ حدیث کے ایک ممتاز و مستند عالم گزرے ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ عربی میں ''ما ثبت بالسنۃ'' کے نام سے ہے، جس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳۷ رسے لے کر صفحہ ۴۰ رتک میلادِ مبارک کے سلسلہ میں جو جو عجائب و خوارق عام میلاد ناموں میں مذکور ہیں، تقریباً سب کے سب درج ہیں۔ مثلاً قریش کا پہلے سے خشک سالی میں مبتلا ہونا اور آں حضرت ﷺ کے قربِ ولادت کی برکت سے کھیتوں کا سرسبز ہو جانا، حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کو حمل کی گرانی نہ محسوس ہونا، ہر مہینے رؤیا میں بشارتیں ملتے رہنا، وضعِ حمل کے وقت نورانی پرندوں کا نظر آنا، فضا میں بیویوں کا چاندی کے لوٹے لیے ہوئے دکھائی دینا، زمین کے مشرق و مغرب کے انتہائی سرے تک نظر کے سامنے آجانا، ایک علم کا مشرق میں ایک علم کا مغرب میں اور ایک علم کا پشتِ کعبہ پر نصب ہونا، ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ پڑنا اور چودہ ستونوں کا گر جانا، آتشِ عجم کا ہزار سالہ روشنی کے بعد بجھ جانا وغیرہ وغیرہ اور پھر کچھ یہ نہیں کہ اس رسالہ میں رطب ویابس سب ہی کچھ جمع کر دیا گیا ہے، بلکہ عجائب و خوارقِ میلاد کی ابتدا میں محقق مصنف نے تصریح کر دی ہے کہ اس میں صرف وہی اخبار درج کیے گئے ہیں، جو روایاتِ احادیث کے مسلم و متعارف طریقوں سے

صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔

و اوردنا من الاخبار ما ورد و صح من الطریق المتعارف فی روایۃ الاحادیث---[صفحہ ۳۷، نولکشوری]

اور صرف اسی رسالہ میں نہیں بلکہ سیرت نبوی پر "مدارج النبوۃ" کے نام سے حضرت شیخ کی جو مشہور کتاب فارسی میں ہزار ڈیڑھ ہزار صفحات کی ضخامت کی ہے، اس میں بھی ان واقعات کو اور زیادہ تفصیل کے ساتھ دوہرایا ہے۔[جلد دوم، صفحہ ۱۵ تا ۲۳، مطبوعہ فخر المطابع، ۱۲۷۱ھ]

حضرتِ شیخ کا ان روایات کو نقل کرنا اور ان کی تصحیح و توثیق کرنا، کسی عامی کا نقل کرنا نہیں۔

ان دونوں بزرگوں سے بھی بڑھ کر شہادت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ الباری کی ہے، جو پانچویں اور چھٹی صدی کے ایک نام ور محدث اور صحیح مسلم کے مشہور شارح گزرے ہیں اور فنِ حدیث میں ان کا یہ مرتبہ ہے کہ بخاری و مسلم کے مشہور شارحین، امام نووی، علامہ ابنِ حجر رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ سب ان سے استناد کرتے ہیں۔ ان کی کتاب "الشفاء فی تعریف حقوقِ المصطفیٰ" کی بابت صاحبِ "کشف الظنون" کہتے ہیں:

وَ ھُوَ کِتَابٌ جَلِیْلٌ، عَظِیْمُ النَّفْعِ، کَثِیْرُ الْبَرَکَۃِ، لَمْ یُؤَلَّفْ مِثْلُہٗ فِیْ فَنِّہٖ فِی الْاِسْلَامِ---

اور شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی علیہ الرحمہ:

ایں کتاب از عجائبِ کتبِ مصنفہ ایں باب است و خیلے مقبول افتادہ.......... و در حقِ آں کتاب علماء و شعراء اطالت مدح و ثناء نمودہ اند---[بستان المحدثین، صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰، مطبع محمدی لاہور]

اس کتابِ جلیل کی جلد اوّل کی قسمِ رابع کے آخر میں ایک مستقل فصل، آیاتِ وقتِ ولادتِ مبارک پر ہے، اس کے الفاظ ذیل ملاحظہ ہوں:

وَ مِنْ ذٰلِکَ مَا ظَھَرَ مِنَ الْآیَاتِ عِنْدَ مَوْلِدِہٖ وَ مَا حَکَتْہُ اُمُّہٗ وَ مَنْ حَضَرَہٗ، مِنَ الْعَجَائِبِ وَ کَوْنُہٗ رَافِعًا رَأْسَہٗ عِنْدَ مَا وَضَعَتْہُ شَاخِصًا بِبَصَرِہٖ اِلَی السَّمَاءِ وَ مَا رَأَتْہُ مِنَ النُّوْرِ الَّذِیْ خَرَجَ مَعَہٗ عِنْدَ وِلَادَتِہٖ وَ مَا رَأَتْہُ اِذْ ذَاکَ اُمُّ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ مِنْ تَدَلِّی النُّجُوْمِ وَ ظُھُوْرِ النُّوْرِ عِنْدَ

وِلَادَتِهٖ حَتّٰی مَا تَنْظُرُ اِلَّا النُّوْرَ.......... وَ ما جری مِنَ الْعَجَائِبِ لَیْلَةَ مَوْلِدِهٖ ﷺ مِنِ ارْتِجَاجِ اَیْوَانِ کِسْرٰی وَ سُقُوْطِ شُرُفَاته وَ غَیْضِ بُحَیْرَةِ طَبْرِیَّةِ وَ خُمُوْدِ نَارِ فَارِسَ وَ کَانَ لَهَا اَلْفُ عَامٍ لَمْ تَخْمَدْ---

''اور اسی طرح کے معجزات میں وہ آیات وعجائب بھی ہیں، جو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور جنھیں آپ ﷺ کی والدہ نے اور ان لوگوں نے بیان کیا جو وہاں موجود تھے اور وہ یہ ہیں کہ جب آپ ﷺ دنیا میں ظاہر ہوئے. تو آپ ﷺ اپنا سر (گویا دعا کے لیے) بلند کیے ہوئے تھے اور آسمان کی طرف نظر فرما رہے تھے، نیز وہ امر جسے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ نے دیکھا تھا، کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ستارے جھک کر آپ ﷺ سے قریب ہو گئے تھے اور آپ ﷺ سے ایک ایسا نورِ عظیم ظاہر ہوا کہ ان کو کچھ نظر نہیں آتا تھا، بجز اس نور کے..........اور جو عجائب آپ ﷺ کی شبِ ولادت میں ظاہر ہوئے، مثلاً ایوانِ کسریٰ کا زلزلہ اور اس کے ستونوں کا گر پڑنا اور بحیرۂ طبریہ کا خشک ہو جانا اور آتشِ عجم کا، جو ہزار سال سے روشن تھی، بجھ جانا''---

یہ شہادتیں ان بزرگوں کی تھیں جو حدیث وسنت کی پرکھ رکھنے والے اور فنِ حدیث کے جاننے والے تھے۔ انھوں نے ان روایات کو رد نہیں کیا، بلکہ قبول کر کے اپنے صفحات میں جگہ دی۔ باقی جن محدثینِ کرام نے اوّل بار اُن روایات کو شائع کیا اور اپنے مجموعۂ تالیفات میں جگہ دی، یعنی بیہقی وحاکم، ابونعیم وطبرانی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، ان میں کوئی بھی کذب وغلط بیانی کے ساتھ متہم نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ ان بزرگوں کا معیارِ روایت اس قدر بلند نہیں تھا، جتنا بخاری و مسلم وغیرہما کا۔

یہ ہرگز مقصد نہیں کہ ان روایات کو جزوِ دین بنا لیا جائے اور ان کے ردّ وقبول کو کفر واسلام کا معیار قرار دے دیا جائے، لیکن دوسری طرف یہ بھی زیادتی ہے کہ ان روایات کو سرے سے ناقابلِ قبول سمجھ کر ان سے یک سر انکار کر دیا جائے اور اس انکار کو اپنی تحقیق وروشن خیالی کی دستاویز قرار دیا جائے۔



میلاد النبی کی اہمیت اور علامہ اقبال

محمد شریف بقاء

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، ہادیٔ اعظم اور رہبر کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت مبارکہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ صداقت کے جویا عام انسانوں کے لیے بھی خالق کائنات کی نعمت عظمیٰ ہے۔ ان کی آمد سے تمام بنی نوع انسان نے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض پایا ہے اور یہ چشمۂ فیض اب بھی کسی نہ کسی رنگ میں ان کے اذہان وقلوب کی خشک کھیتیوں کو سیراب کر رہا ہے۔ رہتی دنیا تک آں حضرت ﷺ کا یہ ابر کرم رحمت و برکت کے بے بہا موتی بہاتا رہے گا۔ ایسے محسن انسانیت اور رحمت دو عالم کی ولادت باسعادت پر اظہارِ مسرت نہ کرنا اور ان کی یاد میں شایانِ شان تقاریب کا اہتمام نہ کرنا احسان فراموشی نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا ہم مختلف اہم ذاتی اور ملی مواقع پر خوشیوں کا اظہار نہیں کرتے؟ ہماری زندگی محض رنج وغم کا نام ہی نہیں بلکہ اس میں فرحت و انبساط کا عنصر بھی شامل ہوا کرتا ہے۔ جب ہماری زندگی، انفرادی یا اجتماعی، رنج ونشاط کا امتزاج ہے تو پھر ہم کیسے خوشیوں اور مسرتوں کو اپنی زندگی سے خارج کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنی اولاد کی پیدائش اور ان کے یوم ولادت پر خوش وخرم نہیں ہوتے؟ عام انسانوں کی ولادت پر اظہارِ مسرت کو روا رکھنا اور محبوب کبریا، سردارِ انبیاء اور رحمت للعالمین ﷺ کے جشن پیدائش پر معترض ہونا، کہاں کی دانش مندی ہے؟ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زندہ اور باشعور قومیں اپنے محسنوں، قائدین، بزرگوں اور جلیل القدر شخصیات کے کارہائے نمایاں سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لیے اہم تقاریب منعقد کیا کرتی ہیں۔ علامہ اقبال، بانی پاکستان محمد علی جناح اور دیگر قومی شخصیات کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ملک بھر خاص تقاریب کا اہتمام کیا جاتا ہے،

اخبارات و رسائل خاص نمبر شائع کرتے ہیں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی خاص پروگرام ترتیب دیتے ہیں، کیا ہم کبھی ایسے اقدامات کو ہدفِ تنقید و تنقیص بنانے کی جرأت کرتے ہیں؟

نبی اکرم ﷺ کی پیدائش قیام پاکستان سے تو بہت زیادہ اہمیت و افادیت کی حامل ہے، جس عظیم ترین ہستی کی تخلیق کو وجہِ تکوین کائنات خیال کیا جاتا ہے، کیا اس کے میلاد پر احسن انداز میں خوشیاں منانا ہمارا اسلامی اور انسانی فریضہ نہیں؟ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی تشریف آوری کو مومنوں کے لیے احسانِ عظیم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''البتہ اللہ نے مومنوں پر احسان کیا، جب اس نے ان میں سے ہی ایک رسول کو مبعوث کیا''---

خدائے رحیم و کریم نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت کو مومنوں پر احسان جتایا ہے، اس لیے احسان مندی کے جذبات کا اظہار زبان سے بھی اور عمل سے بھی لازمی ہے۔ ایک اور آیت میں خدا کی نعمتوں کے تشکر کے اظہار کا یوں حکم دیا گیا ہے:

''اور تم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم خالصتاً اسی کی بندگی کرتے ہو''---

علامہ اقبال مرحوم و مغفور کو نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات سے بے پناہ عشق تھا، جس کا اظہار انھوں نے کم و بیش اپنی تمام اردو، فارسی اور انگریزی تصانیف میں کیا ہے۔ ان کے سوانح نگاروں نے بالاتفاق اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ کا ذکر جمیل کرتے ہوئے ان کی حالت متغیر ہو جاتی اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے تھے۔ انھوں نے یہ جذبۂ عشق اپنے نیک سیرت والدین، دین دار اساتذہ اور بزرگوں سے پایا اور بعد ازاں جب انھوں نے ہادیٔ اکبر ﷺ کی سیرت طیبہ کا خود بغور مطالعہ کیا تو ان کے اس جذبۂ صادق میں مزید پختگی اور گہرائی کا عنصر شامل ہو گیا۔ یہ ایک الگ اور طویل مضمون ہے، میں یہاں مختصراً میلاد النبی کی اہمیت کے بارے میں ان کے چند اساسی تصورات بیان کرنے پر اکتفا کروں گا:

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

علامہ اقبال بزرگانِ سلف اور صلحائے امت کی یاد تازہ رکھنے کی اہمیت کے بارے میں ایک مشہور دوست محمد دین فوق کے نام خط میں لکھتے ہیں:

''زمانہ حال کے مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ بزرگانِ سلف کے حیرت ناک تذکروں کو زندہ کیا جائے''---[انوار اقبال، صفحہ ۶۷]

علامہ موصوف نے ایک محفل میلاد النبی میں تقریر کی تھی، جس میں انھوں نے یاد منانے کے بدلتے ہوئے طریقوں کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، انسانوں کی طباع، ان کے افکار اور ان کے

نقطہ ہائے نظر بھی زمانہ کے ساتھ ہی بدلتے چلے جاتے ہیں، لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور ان سے استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں'' ---[آثار اقبال]

میلاد النبی کی محافل اور تقاریب چوں کہ خدا کے بعد کائنات میں سب سے بزرگ ترین ہستی کے ذکر جمیل کی خاطر آراستہ کی جاتی ہیں، اس لیے وہاں کوئی خلاف شریعت کام ان کے تقدس و احترام کے منافی ہوگا۔ محبت و عقیدت اور خلوص نیت کے ساتھ ان پاکیزہ اور روح پرور محافل کا انعقاد یقیناً سننے والوں کے دلوں میں نیک احساسات و جذبات کی بیداری کا موجب ہوگا۔ جب دلوں میں حب نبی ﷺ کا جذبہ پیدا ہو جائے گا تو وہ تعمیر کردار اور حسن اعمال کی بنیاد بن کر اطاعت رسول کی منزل کی طرف انسان کو گامزن کر دے گا، عشق رسول سے بلاشبہ تطہیر فکر اور ضیائے قلب کی دولت ہاتھ آئے گی، اس زندگیٔ قلب کے بغیر انفرادی اصلاح اور اجتماعی نکھار ناممکن ہوا کرتے ہیں۔ بقول اقبال:

دلِ مردہ دل نہیں ہے ، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ
ترا بحر پر سکوں ہے ، یہ سکوں ہے یا فسوں ہے
نہ نہنگ ہے ، نہ طوفاں ، نہ خرابیٔ کنارہ

جب بھی مفکر اسلام اور عاشق رسول علامہ اقبال علیہ الرحمہ کا دل یادِ مصطفیٰ ﷺ میں گم ہو جاتا تو وہ عالم کیف و مستی میں چلے جاتے اور اس کے بعد وہ اپنا کلام پڑھنے والوں پر وہی کیفیت طاری کر دیتے۔ جب وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سفر یورپ پر گئے اور ان کا بحری جہاز عدن پہنچا تو اس کی روئیداد انھوں نے 'اخبارِ وطن' کے ایڈیٹر کو اپنے خط مورخہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بھیجی تھی، اس میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کا بھی روح پرور تذکرہ ہے۔ یہ علامہ اقبال کے اس خط میں یوں ملتا ہے، وہ یوں رقم طراز ہیں:

''اب ساحل قریب آتا جاتا ہے اور چند گھنٹوں میں ہمارا جہاز عدن جا پہنچے گا۔ ساحل عرب کے تصور نے جو ذوق و شوق اس وقت دل میں پیدا کر دیا ہے، اس کی داستان کیا عرض کروں، بس دل یہی چاہتا ہے کہ زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور کروں:

اللہ رے خاکِ مدینہ کی آبرو
خورشید بھی گیا تو ادھر سر کے بل گیا

اے عرب کی مقدس سرزمین! تجھ کو مبارک ہو، تو ایک پتھر تھی جس کو دنیا کے معماروں نے رد کر دیا تھا، مگر ایک یتیم بچے نے خدا جانے تجھ پر کیا افسوں پڑھ دیا کہ

موجودہ دنیا کی تہذیب و تمدن کی بنیاد تجھ پر رکھی گئی............ ترے ریگستانوں نے ہزاروں مقدس نقش قدم دیکھے ہیں اور تیری کھجوروں کے سائے نے ہزاروں ولیوں اور سلیمانوں کو تمازتِ آفتاب سے محفوظ رکھا ہے............ کاش میں تیرے صحراؤں میں لٹ جاؤں اور دنیا کے تمام سامانوں سے آزاد ہو کر تیری تیز دھوپ میں جلتا ہوا اور پاؤں کے آبلوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا اس پاک سرزمین میں جا پہنچوں جہاں کی گلیوں میں بلال کی عاشقانہ آواز گونجتی تھی"---

ہادیٔ عالم اور محسن انسانیت ﷺ کی ولادت مبارک کے ضمن میں علامہ اقبال نے ایک محفل میلاد النبی میں تقریر کرتے ہوئے موضوع کے ایک پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا تھا:

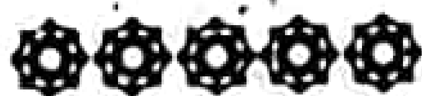
"قرآن وحدیث کے غوامض بتانا بھی ضروری ہے لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالب عالیہ کے متحمل نہیں، انھیں فی الحال اخلاقِ نبوی کی تعلیم دینی چاہیے۔ مسلمانوں کو تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے اور ملی اعتبار سے یہ تعلیم علماء کے ہاتھ میں ہے............ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسوۂ رسول ﷺ کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے"---[رسالۂ صوفی، اکتوبر ۱۹۲۶ء]

علامہ موصوف نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ علمائے کرام کو فی الحال نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ نبوی کی تعلیم عوام الناس کے دل و دماغ میں راسخ کرنی چاہیے تاکہ وہ ان سے متاثر ہو کر ان کے مثالی اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔ میلاد النبی کی محافل کا حقیقی مقصد بھی لوگوں کے اندر کائنات کی اس نادرالوجود ہستی اعظم ﷺ سے پہلے جذبہ محبت وعقیدت پیدا کرنا اور اس مقدس جذبے کی تخلیق کے بعد انھیں اطاعت رسول پر مائل کرنا ہے۔ وہی جذبہ محبت درست قرار دیا جاسکتا ہے، جو محض زبانی یا قلمی اظہار عقیدت تک محدود نہ ہو بلکہ یہ عملی اطاعت رسول کا بھی مظہر ہو، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"اے نبی! تم یہ بتادو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اس کے بعد اللہ تم سے محبت کرے گا"---

علامہ اقبال نے خود اس اطاعت رسول پر زور دیتے ہوئے کہا ہے:

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است
شکوہ سنج ، سختیِ آئیں مشو
از حدود مصطفیٰ بیروں مشو



خصائص سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

اللہ رب العالمین اپنے جن بندوں کو نہایت اہم ذمے داری سپرد کرے، انھیں خصوصی صلاحیتوں اور اوصاف سے بھی نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام و احکامات کی تبلیغ اور انسانیت کی رہنمائی کے منصب پر فائز کائنات کی سب سے ارفع و اعلیٰ، محترم و بزرگ ہستیوں، انبیائے کرام کو ایسے خصائص عطا ہوئے، جن کے باعث وہ عام انسانوں سے ممتاز اور منفرد ہوئے۔

سید الانام حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہونے والے بے شمار خصائص میں کچھ تو ایسے ہیں، جو کسی دوسرے کو نہیں ملے، خواہ وہ انبیاء سابقین ہوں یا آپ ﷺ کی امت کے دیگر افراد۔ کچھ خصائص ایسے بھی ہیں جو بحیثیت نبی آخر الزماں آپ ﷺ ہی کا فضل و افتخار بنے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے خصائص و کمالات کے سبب تا ابد حاصل رہنے والی بلندیوں تک تو پہنچے ہی --- بلغ العلٰی بکمالہٖ --- امت کے لیے بھی اس طرح باعث رحمت ثابت ہوئے کہ ذاتِ اقدس کا ہر حوالہ اپنے معبود اور اپنے امتیوں کے گرد گھومنے لگا۔ محمد ابن عبداللہ (ﷺ) کی ذات سے وابستہ ہر امتیاز، فخر، شان، فضیلت و خصوصیت ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ کی ہستی اور ﴿اَلَّذِیْنَ مَعَہٗٓ﴾ تک پھیل گیا۔

کتب سیرت میں سید الانام ﷺ کے خصائص و فضائل کی تعداد ہزاروں ہے مگر فی الحقیقت:

اِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ

''آں حضور ﷺ کے کمالات بے حد و حساب ہیں، جن کے بیان سے انسان عاجز ہے''۔---

سیرت نگاروں نے ان خصائص و کمالات کی وسعت کو بھی آں حضور ﷺ کی ایک منفرد خصوصیت اور امتیازی شان قرار دیا ہے۔

جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کائنات کی واحد ہستی ہیں کہ جن کی حیاتِ مطہرہ کا ہر لمحہ، ہر عمل، ہر جنبشِ نگاہ ولب مکمل تفاصیل کے ساتھ محفوظ ہے۔ تاریخ نے اس قدر باریک بین نگاہوں، احتیاط اور جزئیات کے ساتھ آپ ﷺ کے معمولات، خصائل وشمائل کا مطالعہ اور احاطہ کیا ہے کہ یہ بجائے خود حیرت انگیز ہے۔ تاریخ جس نے سرزمین عرب کو کبھی بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھا تھا، آپ ﷺ کے وجود سے اس قدر اہم ہوگئی کہ ذاتِ اقدس ﷺ نہ صرف عرب، بلکہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا اور معتبر حوالہ، محور و مرکز بن گئی۔ تاریخ کا یہ سفر شروع ہوا تو وہاں وہاں تک پہنچا، جہاں ذاتِ اقدس ﷺ کا کوئی بھی حوالہ موجود تھا۔ حملۂ ابرہہ کے موقع پر جدِّ رسول ﷺ کا کردار ہو یا والدِ رسول ﷺ کی شرافت ونجابت کا فخر، امّ رسول ﷺ کی خاندانی عزت ومرتبت کا تذکرہ ہو یا ولادت سے پہلے کے واقعات، ظہورِ قدسی کے لمحوں میں کہاں کہاں روشنیاں چمکیں؟ تہلکے کہاں کہاں مچے؟ کون کون سے آتش کدے بجھے؟ کیسے کیسے ہنگامے برپا ہوئے؟ یہ سب مناظر تاریخ نے بنظرِ غائر دیکھے اور خصائص رسالت مآب ﷺ کے طور پر محفوظ کر لیے۔

رسولِ محترم ﷺ کے فضائل وخصائل پر شاہد اور راوی آپ ﷺ کے پاکیزہ ساتھی تو ہیں ہی، تعجب انگیز گواہی ان لوگوں کی ہے، جو آپ ﷺ کے نہ تو پیروکار تھے، نہ دین کے علم بردار اور نہ آپ ﷺ کے اطاعت گزار۔ ساری زندگی نظریاتی اختلاف اور تکذیب وعداوت کے مسلسل رویوں کے باوجود عظمتِ مصطفوی ﷺ اور فضیلتِ مرتضوی ﷺ کے شاہد، کبھی شاہِ روم کے محل میں، کبھی نجاشی کے دربار میں، کبھی اپنوں کی مجلس میں اور کبھی اصحابِ رسول ﷺ کے سامنے۔

- رسول اللہ ﷺ کی پہلی ذاتی خصوصیت:

اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ---

''میں اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں''---

﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا﴾---

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی یہ دعا قبول کی۔

- رسول اللہ ﷺ کی دوسری خصوصیت ''امت پر احسان'' منظرِ عام پر آئی:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا﴾---

- رسول اللہ ﷺ کی تیسری خصوصیت تشریف آوری سے قبل، ماقبل الہامی کتب میں

آمد کا تذکرہ، فاران کی پہاڑیوں پر روشنیوں کے طلوع کی خبر، یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کی بشارت، مقدس، منور القلب، مبارک عالم کائنات کے القاب سے تعارف۔

- سید الانام ﷺ کی چوتھی خصوصیت اسم مبارک "محمد" اور "احمد"۔ ربّ العالمین جل جلالہ کے اسم پاک "محمود" کا حصہ، کائنات کا سب سے منفرد، ممتاز نام، جو نہ پہلے کسی کو عطا ہوا، نہ کوئی اس کا مصداق ٹھہرا، نہ با مسمیٰ پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ عالم ہست و بود کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ تعریف کی ہوئی ہستی قرار پائے۔ یہ خصوصیت بھی آپ ﷺ ہی کا امتیاز ہے کہ اہل ایمان کے ناموں میں آپ ﷺ کے نام مبارک کا لاحقہ ہمیشہ عطا ہونے والی فضیلتوں اور برکتوں کا موجب ہے۔

- خیر الانام ﷺ کی پانچویں خصوصیت آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت ہے۔ جس ذاتِ اقدس کی آمد پر کائنات میں روشنی بکھر گئی، قیصر و کسریٰ کے محلات کے در و دیوار بجنے لگے، فارس کے آتش کدے بجھ گئے، منصب رسالت پر فائز کیے جانے کے بعد راستے میں آنے والے شجر، عظمت رسالت کے سامنے جھک گئے، مٹھی میں بند حجر، رسالت کے گواہ بن کر بول پڑے، خود ربّ العالمین نے قسم کے ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی دی:

﴿یٰسٓo وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِo اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَo﴾---

- رسالت مآب ﷺ پر مخالفین کے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو سرور عالم ﷺ کو چھٹی خصوصیت سے نوازا گیا۔ خود بارگاہ الٰہی سے اعتراضات کا جواب آیا:

﴿مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍo﴾---

﴿مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰیo﴾---

﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیo اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیo﴾---

- آقائے نامدار ﷺ کی ساتویں خصوصیت اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے قرآن عظیم میں براہ راست ذاتی نام سے خطاب کی بجائے صفاتی ناموں کا استعمال ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُo﴾---

﴿یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُo﴾---

آپ ﷺ کے یہ صفاتی نام بھی آپ ﷺ کی خصوصیت قرار پائے۔

- رسول اکرم ﷺ کی آٹھویں خصوصیت یہ کہ قرآن حکیم میں اللہ جل جلالہ نے ﴿لَعَمْرُکَ﴾ آپ ﷺ کی زندگی کی قسم اٹھائی، آپ کی جائے اقامت کی قسم ﴿لا اُقْسِمُ بِھٰذَا

﴿اَلْبَلَدِ﴾، آپ ﷺ کے عہد کی قسم ﴿وَ الْعَصْرِ﴾، آپ کی ذات سے متعلق مختلف چیزوں کی قسم۔

● سرورِ کائنات ﷺ کی نویں خصوصیت، ختم نبوت کہ آپ ﷺ عمارتِ نبوت کی تکمیل کرنے والے، سلسلۂ رسالت کے آخری تاج دار، اس قصرِ نبوت کی آخری اینٹ "خَتَمَ النَّبِیُّوْنَ" "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" تاریخیت، جامعیت، کاملیت، ابدیت، عملیت اور عالمیت کی ہمہ گیر خصوصیات کے ساتھ متصف نبوت کے حامل قرار پائے۔ شجر و حجر جن کی رسالت کے گواہ، جن و انس جن کی امت میں شامل، جن کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ، جو جبریل امین علیہ السلام اور وحی الٰہی کے آخری مہبط، جن کا ہر لفظ قانون، دین و شریعت، جن کا ہر عمل واجب الاتباع، جن کا ہر قول حرزِ جاں، جن کا ہر فرمان عالی شان، علم و حکمت، جامعیت و معنویت کا خزینہ، اہل ایمان کو نہ اختلاف کی اجازت، نہ سرتابی کی جرأت، نہ انکار کی گنجائش:

﴿وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾---

ان کے دامن سے وابستگی، ان کو معیارِ حق تسلیم کرنا، دل و جاں سے غیر مشروط اطاعت، بے چون و چرا تعمیل ارشاد، دین و دنیا کی سعادتوں، نجات اور بخشش کی ضمانت قرار پائے۔

● رسالت مآب ﷺ کا دسواں شرف، اُمّی لقب، رسمی تعلیم، تحریر و کتابت سے نا آشنا، روایتی مدرسوں اور مدرِّسوں سے بے نیاز، براہِ راست اللہ ذوالجلال کی زیرِ نگرانی تربیت یافتہ:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ---

مزید یہ کہ سرکارِ کائنات ﷺ، علوم و معارف، دین و دنیا کی رہنمائی کے لیے:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ﴾---

کی فضیلت سے بہرہ ور ہوئے۔

امت کے معلم، مربی، مزکی، زبان سے منشائے الٰہی کے مبلغ و شارح، عمل سے امت کے لیے نمونۂ کامل اور اسوۂ حسنہ، نگاہِ ناز سے دلوں کو جلا بخشنے، تطہیرِ قلوب، تعمیرِ افکار اور تربیتِ کردار کرنے والے، قول و عمل کو ہم آہنگی عطا کرنے اور زندگی کے تضاد ختم کرنے، دل کی کدورتیں صاف کرنے، غلامی کے طوق اتارنے، ذلت کی زنجیریں توڑنے اور آگ کے گڑھے سے بچا بچا کر رحمتِ ایزدی کے سائے تلے لا کھڑا کرنے کی بے شمار خصوصیات بھی آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کے نمایاں پہلو ہیں۔

● سرورِ کون و مکاں ﷺ کی گیارہویں خصوصیت "اُمت کثیر" سے نوازا جانا ہے۔ کوہِ صفا پر توحید و رسالت کا اعلان کرنے والے تن تنہا، بے یار و مددگار، جانبِ منزل اکیلے ہی چلنے والے،

۲۳ ر برسوں کے محدود عرصے میں لاکھوں جاں نثاروں کے مقتدیٰ، ضعیفوں کے ملجا، یتیموں کے ماویٰ اور انسانیت کے راہبر و رہنما بن گئے۔ تاریخ نے حجۃ الوداع کے دن شوکت و سطوت کا وہ عظیم الشان منظر بھی دیکھا کہ دائیں بائیں، آگے پیچھے، سوا لاکھ سے زیادہ پاکیزہ اصحاب، جاں نثاری و فداکاری کے جام ہاتھوں میں تھامے کھڑے، آقا ﷺ کے اشارۂ ابرو پر اپنے ماں، باپ اور اپنا وجود قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ انسانوں کا اس قدر جم غفیر، اتنا بڑا سوادِ اعظم کہ افق نظر سے غائب ہو گیا، وہ مرحلہ آپہنچا:

﴿یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا﴾---

آپ ﷺ کا یہ فضل کہ آپ ﷺ کی امت بڑھتی گئی، قیامت تک بڑھتی رہے گی، آپ ﷺ امتیوں کی کثرت پر فخر کریں گے، آپ ﷺ کو خصوصیت بھی عطا ہوئی کہ آپ ﷺ کی امت سب سے بڑی، آخری اور بہترین ''خیر امۃ'' اور ''امۃ وسط''۔

● رسول اللہ ﷺ کی بارھویں نمایاں خصوصیت ''اصحابی کالنجوم'' ستاروں کی مانند۔ کائنات کے سب سے محترم، معتبر اور پاکیزہ نفوس آپ ﷺ کے صحابہ قرار پائے۔ انھوں نے صحبت رسول ﷺ کا فیض پایا، دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر انہیں چاہا، جنت کے بدلے جانوں کے سودے کا عہد نبھایا:

﴿رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ﴾---

اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی:

﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ﴾---

ایسے پاکیزہ اور قدسی نفوس، رسول اللہ ﷺ کے مجسم معجزے، تاقیامت امت کے لیے ہدایت کے سرچشمے، روشنی کے منار۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فخر یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کا تذکرہ، آپ ﷺ کے ذکر کے ساتھ قرآن اور ماقبل الہامی کتب میں کیا گیا:

﴿مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾---

● خیر الانام ﷺ کی متعدد خصوصیات میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ ''باب رحمت'' اور ''مفتاح الجنۃ'' ہیں۔ جنت سب سے پہلے آپ ﷺ کے لیے کھولی جائے گی اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے امتیوں میں سے نفوس مطمئنہ، راضیۃ مرضیۃ اور ان کے بعد دوسرے، داخلے کی اجازت پائیں گے۔

● آپ ﷺ حق و باطل کی وضاحت کرنے، انسانیت کو ظلمات سے نکال کر

روشنیوں سے ہم کنار کرنے، آگ کے گڑھوں سے بچا بچا کر جنت کے دروازوں پر لا کھڑا کرنے، امت کی بخشش کی سعی مسلسل اور راتوں کو دعائیں کرتے رہنے کے باعث ''نبی الرحمۃ'' اور ''نبی التوبۃ'' کے امتیازات و خصائص سے بھی متصف ہوئے۔

● آپ ﷺ ''ذُو القِبْلَتَیْن'' ساری امتوں کی مشترکہ میراث، ''صَاحِبُ خَیْرِ الْقُرُوْن'' زمانوں میں سب سے بہتر زمانے والے، عرب ہی نہیں، کائنات کے سب سے محترم، بزرگ اور اشرف خاندان، خوب صورت و نیک سیرت مرد و عورت کے گھر ولادت کے باعث ''اَشْرَفُ النَّاس'' اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات کی سب سے مکرم ہستی، اَکْرَمُ الْخَلْقِ کے خصائص ذاتیہ سے بھی مشرف ہوئے۔

● آپ ﷺ کا وجود ''بُرْهَانٌ و بَیِّنَةٌ'' کے القاب سے متصف، حیاتِ مبارکہ حق کی روشن و مستحکم دلیل، آپ ﷺ صَاحِبِ خُلُقٍ عَظِیْم، جس کی شہادت قرآن نے دی ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبل از نبوت کے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ کریمانہ کے ذکر سے:

اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ--- ''آپ صلہ رحمی کرتے ہیں''---

وَ تَصْدُقُ الْحَدِیْثَ--- ''سچی بات کہتے ہیں''---

وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ--- ''کمزور کا بوجھ اٹھاتے ہیں''---

وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ---

''ضرورت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں''---

وَ تَقْرِی الضَّیْفَ--- ''مہمان نوازی کرتے ہیں''---

وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ--- [صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورہ اقرأ]

''اور حق کی راہ میں مشکلات پر مددگار بنتے ہیں''---

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ''کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ'' کے ذریعے دی اور یہ صفات بھی آپ ﷺ کے خصائص کا حصہ قرار پائیں۔

● آپ ﷺ امت کے مونس و غم خوار، اس کے درد اور دکھ میں اپنی جان گھلانے کی صفت سے متصف:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِهِمْ---

راتوں کو اٹھ اٹھ کرامت کی ہدایت، بخشش و مغفرت اور نجات کی مسلسل دعائیں، قدمِ مبارک پر ورم اور سینۂ اطہر سے اُبلتی ہوئی ہانڈی کی طرح نکلنے والی آوازوں کے ساتھ، خیرالانام ﷺ کے خصائص کا حصہ ہیں۔

- رسول رحمت ﷺ مظہر مرضی مولا، پیمانہ محبت خدا:

﴿اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾---

معیار صراط مستقیم: ﴿وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا﴾---

اپنے پر ایمان لانے والوں: ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ﴾---

اپنی توقیر کرنے والوں: ﴿وَ عَزَّرُوْہُ﴾---

اپنی مدد کرنے والوں: ﴿وَ نَصَرُوْہُ﴾---

اپنے لائے ہوئے نورِ ہدایت کا کامل اتباع کرنے والوں:

﴿وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ﴾ کے لیے نجات و کامیابی کی ضمانت:

﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾---

- رسالت مآب ﷺ کی ایک منفرد خصوصیت، شان اور کمال یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو جو نسخۂ کیمیا عطا ہوا، ہر شک، شبہے، تحریف اور ملاوٹ سے پاک: ﴿لَا رَیْبَ فِیْہِ﴾---

دائیں بائیں، آگے پیچھے باطل کے حملوں سے محفوظ:

﴿لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ لَا مِنْ خَلْفِہٖ﴾---

جملہ الہامی تعلیمات کا مجموعہ، علوم و معارف کا خزینہ، حکمت و موعظت اور قلب و نظر کی شفا و رحمت کا سرچشمہ، قرآن حکیم، زندہ و جاوید، پائندہ و تابندہ معجزہ۔ آپ ﷺ کا یہ امتیاز و اختصاص بھی کہ آپ ﷺ ہی اس کی تبیین، تشریح اور توضیح کے مختار قرار پائے۔

- رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت کبریٰ "اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ"۔ فصاحت و بلاغت کے مرکز، شعر و خطابت کے ماحول میں زبردست قدرتِ کلام، بے پناہ فصاحت و بلاغت:

اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ---

بلند پایہ خطیب، ماہر عالم نفسیات، لوگوں کے مزاج اور طبائع سے آشنا، زبردست اور دل نشین طرز کلام، مؤثر انداز تخاطب کی حامل ہستی کے بے مثل ابلاغ کے عکاس۔

آپ ﷺ کے "جَوَامِعُ الْکَلِم"، پاکیزہ اور مختصر جملے، لفظی، ادبی اور صوتی حسن کے شاہ کار،

وسعت معانی کے نمونے، حیات انسانی کے فلسفے اور حقائق کا واضح بیان، مسائل، الجھنوں اور عقدوں کا حل چند اشاروں میں، کوزے میں دریا۔

تاریخ انگشت بدنداں، عقل محو تماشائے لب بام کہ یہ سب اس کی زبان سے ادا ہوئے، جو لکھنے پڑھنے کی حاجت اور عالموں کی صحبت سے بے نیاز تھا:

﴿مَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتَابٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ﴾---

رسالت مآب ﷺ کے یہ پاکیزہ جملے زبان اطہر سے نکلتے، سماعتوں سے ٹکراتے اور دلوں میں اتر جاتے، جسم ہی نہیں قلب ونظر فتح ہوتے چلے جاتے۔ یک بیک کایا پلٹتی، راستی و ہدایت کے در کھلتے، صراط مستقیم آشکار ہوتا چلا جاتا، سننے والا بے اختیار پکار اٹھتا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ---

- سیدالانام ﷺ کی ایک اور امتیازی خصوصیت "نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ"۔ بے مثال رعب و دبدبہ، شان وشوکت، قوت وسطوت، جلال و جمال سے آپ ﷺ کی مدد:

اَلنَّصْرُ قَادِمُهٗ وَ الْفَتْحُ خَادِمُهٗ---

نصرت و فتح ہمیشہ آپ ﷺ کی خدمت میں موجود، غلبہ ایسا کہ فتح مکہ کے روز سارے عرب کے سرنگوں، شان وشوکت ایسی کہ فتح مکہ کی شب تا حد نظر پھیلا ہوا لشکر اسلام، لہراتے ہوئے رنگ برنگ ہزاروں علم اور خیموں میں روشن چراغ، جس سے کفر لرزہ براندام۔

- سرورِ عالم ﷺ کی ایک اور خصوصیت "اَنَا رَحْمَةٌ مُّھْدَاةٌ" انسانیت کے لیے بطور ہدیہ عطا کی گئی، دنیا و آخرت میں سراپا رحمت:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○﴾---

پیکر عفو ودرگزر، مجسم رأفت ورحمت، امت کی ہدایت ومغفرت پر حریص:

﴿حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ﴾---

اس کی پریشانیوں پر کڑھنے اور تڑپنے والے: ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾---

اپنے پر ایمان لانے والوں: ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾---

مؤمنین کے لیے: ﴿رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾---

آپ ﷺ کی انہیں شفقتوں نے پروانوں، فرزانوں اور مستانوں کا ہجوم آپ ﷺ کے اردگرد جمع کر دیا:

﴿وَ لَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ﴾---

اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ یہاں یوں دیوانہ وار اپنا تن، من، دھن نثار نہ کرتے۔

- آقائے دو جہاں ﷺ کے خصائص ذاتی میں یہ بھی شامل ہے کہ تکلم فرماتے تو دِل کے اندھیرے دور ہوتے، تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتے۔ دل اس قدر نرم کہ زندہ گاڑھی جانے والی بچیوں کے ذکر پر رقت طاری ہوگئی، ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، ستون حنانہ جدائی برداشت نہ کر سکا، رو دیا تو تڑپ اٹھے، خطبہ موقوف کر دیا، اونٹ نے مالک کے ظلم کا رونا رویا، تو دل بھر آیا، تھیلے میں تڑپتے پرندوں کی آواز سنی تو رہائی کا حکم دیا، معصوم حسنین کریمین دورانِ نماز پشت مبارک پر چڑھ گئے تو سجدہ طویل کر دیا۔

- ساری زمین کو آپ ﷺ کے اور امت کے لیے سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنا دیا جانا:

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طُھُوْرًا---

- غنائم کا حلال کیا جانا:

اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ---

- آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت، بیٹیوں پر سوکن لانے کی ممانعت، اپنے اہل بیت اطہار کے لیے زکوٰۃ سے دست برداری، مکہ و مدینہ کو سارے شہروں اور آپ ﷺ کی مسجد کو تمام مساجد پر فضیلت، جسد اطہر کا معطر پسینہ، موئے مبارک کی برکتیں، انگلیوں سے پانی کی روانی، لعاب دہن سے امراض کا علاج اور کھانے کی فروانی، شق قمر اور شق صدر کے حیرت انگیز واقعات، عہد ماضی کی خبریں، آنے والے واقعات کی پیش گوئیاں، نماز جمعہ، اذان، اقامت، لیلۃ القدر اور ماہ رمضان، دورانِ نماز ''آمین'' شعارِ اسلام، یہ سب آپ ﷺ کے ہی نمایاں امتیازات اور ذاتِ اقدس کے منفرد خصائص ہیں۔

- شفیع المذنبین ﷺ کی خصوصیات میں 'شفاعت' امت کے لیے بہت بڑا تحفہ اور آں جناب ﷺ کی بے مثال خصوصیت ہے۔ روزِ محشر جب جلال الٰہی کا آفتاب جوبن پر اور:

﴿لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ﴾---

کی صدا ہر سمت گونج رہی ہوگی، عرش الٰہی کے سائے اور آقائے دو جہاں ﷺ کے مقامِ محمود اور حوض کوثر کے سوا کہیں جائے اماں نہ ہوگی، نفسا نفسی کا عالم، انسانوں کے جھکے ہوئے سر، امت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات کی طرح دیگر امتیں شفاعت محمدی ﷺ سے فیض یاب ہونے کی امیدوار اور بے قرار، مژدۂ جاں فزا، پیام امن و سلامتی:

یَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ---   ''اے محمد! سر اٹھایئے''---

قُلْ تُسْمَعْ--- "کہتے جایئے، آپ کی سنی جائے گی"---

سَلْ تُعْطَ--- "سوال کرتے جایئے، آپ کا من چاہا ملتا جائے گا"---

اِشْفَعْ تُشَفَّعْ--- "شفاعت کیجیے، آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی"---

- رسول اللہ ﷺ کی ایک اور خصوصیت "کمالِ عبدیت" ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی﴾---

شب معراج، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر پلک جھپکنے میں، آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء و رسل کی امامت کی سرفرازی، براق کی سواری، جنت و دوزخ کا مشاہدہ، آسمان پر انبیاء سے ملاقات، سدرۃ المنتہیٰ پر دو قوس:

﴿قَابَ قَوْسَیْنِ﴾---

یا اس سے بھی کم فاصلے:

﴿اَوْ اَدْنٰی﴾---

پر اپنے رب کے ساتھ ہم کلامی کا شرف، آپ ﷺ کے خصائص کا حصہ ہے۔

- خیر الانام ﷺ کی یہ خصوصیت بھی نمایاں ہے کہ آپ ﷺ کا دین مکمل ترین:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾---

آپ ﷺ کا دین، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و محبوب دین:

﴿رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾---

اور اس کی بارگاہ میں مقبول:

﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ﴾---

آپ ﷺ کا دین آسان ترین دین:

اَلدِّیْنُ یُسْرٌ---

آپ ﷺ کا دین غالب ترین دین:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ﴾---

بلاشبہ آپ ﷺ کے وجود پاک سے حق غالب ہوا اور باطل مٹ گیا:

لاکھ ستارے ہر طرف، ظلمت شب جہاں جہاں
اِک طلوع آفتاب، دشت و چمن سحر سحر

● سیدالانام ﷺ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں کسی کو کمی کا اختیار ہے نہ اضافے کی اجازت، تغیر و تبدل کی گنجائش نہ پیوندکاری کی ضرورت، اس میں:

﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً﴾---کا پیغام

﴿جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾---کا حکم

اعلائے کلمۃ الحق کی جدوجہد کی رہنمائی:

﴿وَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا﴾---

دشمنانِ حق کی مکمل سرکوبی اور فتنہ و فساد کے مکمل خاتمے کی ہدایت:

﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ﴾---

غلبۂ حق کی تکمیل منزل کی جانب بڑھتے رہنے کا فرض:

﴿وَ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾---

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا﴾---

اتحاد و اتفاقِ امت کی کلید کامرانی:

امر بالمعروف و نهی عن المنکر کا نسخۂ کیمیا---

یہ سب دین اسلام کے امتیازات اور اس کے جامع و کامل ہونے کے ہمہ پہلو دلائل ہیں۔

● سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ایک اور باکمال خصوصیت و امتیاز، امت کے لیے باعث فخر کہ بر و بحر، زمین و آسمان، انفس و آفاق میں ظاہر و باطن، جلی و خفی، صبح و شام، ہر جگہ، ہر وقت، ہر صورت آپ کا ذکر کائنات کے ہر ذی نفس سے بلند تر اور عام ہے۔ یہ مظہر ہے آپ کی شان:

﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾---

کا، ارشاد الٰہی ہے:

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ---

"جب بھی مجھے یاد کیا، میرا نام لیا جائے گا، آپ ﷺ کا ذکر بھی ہوگا"---

قرآن کی تلاوت ہو یا اذان کے نغمے، انسانوں کی مجلسیں ہوں یا فرشتوں کی محفلیں، دعا کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ ہوں یا مناجات کے لیے تڑپتے ہونٹ، بے قرار سجدے ہوں یا خشوع و خضوع کے مظہر رکوع، تسبیح کے دانے ہوں یا انگلیوں کی پوریں، رسول اللہ ﷺ کا پاکیزہ ذکر حرزِ جاں اور باعث سکون و اطمینان، راحت قلب و نظر بنا رہے گا۔

● سیدالانام ﷺ کا ایک اور امتیاز آپ ﷺ کا بے مثال ادب و احترام، امت کو اس کی تلقین، خصوصی احتیاط کی ہدایت:

﴿لا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾---

رسولِ محترم کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو:

﴿لا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ﴾---

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک دوسرے کی طرح بلند آواز نہ کرو، پاس ادب ہر لحہ ملحوظ خاطر رہے، شان عالی مرتبت کبھی ذہن سے اوجھل نہ ہونے پائے، کوئی ایسا قدم نہ اٹھے، نہ زبان سے حرف نکلے، نہ اطاعت میں کوئی کوتاہی ہوجائے۔ رسالت مآب ﷺ کی مرضی اور حکم پر تسلیم دل وجاں کے سوا کچھ نہ ظاہر ہو، انکار کی تو مجال ہی نہیں، کبیدگی خاطر بھی گوارا نہیں، ذرا سی بے احتیاطی کی اتنی بڑی سزا کہ تصور سے ماورا:

﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لا تَشْعُرُوْنَ﴾---

دنیا بھی خراب اور عقبیٰ بھی تباہ۔

● سید الانام ﷺ کی ایسی خصوصیت، امتیاز و کمال کہ جس کے ذکر کے بغیر ہمارا اظہارِ عقیدت نامکمل رہے گا:

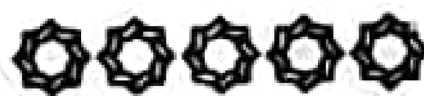
﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾---

بارگاہِ رب العالمین سے حضور انور ﷺ کے لیے تاقیامت درود وسلام کی بارش، فرشتوں کو اس کی ہدایت اور اہل ایمان کو بے پناہ دنیوی واخروی فضیلتوں، برکتوں اور رحمتوں کے تحفے کے ساتھ حکم:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾---

آیئے! بارگاہِ سید الانام علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اظہارِ عقیدت و محبت کا اختتام لاکھوں درود اور کروڑوں سلام سے کریں کہ جو خود درِّ یتیم تھا، یتیموں کے حقوق کا محافظ اور ان کا سہارا بنا، خود مسکین تھا، دنیا بھر کے مسکینوں کا آسرا ٹھہرا، خود مادی سہاروں سے مستغنی تھا، کائنات کے مجبوروں، مقہوروں اور مظلوموں کا ملجا و ماویٰ بنا، خطاؤں سے پاک تھا، امت کی لغزشوں، خطاؤں اور گناہوں کی مغفرت کا طلب گار رہا، سارے جہاں کے لیے رحمت و شفقت کا سائبان بنا، جس کے قبضے میں دنیا جہان کے خزانوں کی کنجیاں، مگر "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" پرنازاں، جو اپنے وجود، خصائل و شمائل، خصائص و امتیازات کے سبب اوّلین و آخرین، کائنات کے ہر ذی نفس کے لیے وجہ افتخار اور باعث نجات۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ



نبیٔ رحمت ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے

دو خاص دن

محمد واصل اویس

حضور پُرنور رحمۃ للعالمین ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے تمام شب و روز ہی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ کے مبارک اقوال، احوال اور معمولات کا تفصیلی بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں دو دن منفرد و ممتاز ہیں، ایک وہ دن جب آپ ﷺ صبح سے لے کر شام تک (وقفہ نماز کے علاوہ) تمام دن خطاب فرماتے رہے اور دوسرا خاص اہمیت کا حامل وہ دن تھا، جس میں آپ ﷺ نمازِ فجر سے لے کر عشا تک خاموش رہے اور کسی سے گفتگو نہ فرمائی۔

محترم واصل اویس صاحب نے حدیث پاک کی معتبر کتب کے حوالہ سے ان دو دنوں کی روداد پیش کی ہے اور ان احادیث کی اسناد پر فنی بحث بھی کی ہے۔[ادارہ]

طویل خاموشی کا دن

(مشاہدۂ امورِ کائنات)

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ ؓ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَصَلَّی الْغَدَاۃَ ثُمَّ جَلَسَ حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنَ الضُّحٰی ضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَلَسَ مَکَانَهٗ حَتّٰی صَلَّی الْاُوْلٰی وَ الْعَصْرَ وَ الْمَغْرِبَ، کُلَّ

ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى اَهْلِهٖ، فَقَالَ النَّاسُ لِاَبِىْ بَكْرٍ: اَلَا تَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا شَانُهٗ؟ صَنَعَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ يَصْنَعْهُ قَطُّ! فَسَئَلَهٗ، فَقَالَ: نَعَمْ، عُرِضَ عَلَيَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَ اَمْرِ الْآخِرَةِ، فَجُمِعَ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْآخِرُوْنَ بِصَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَفَزِعَ النَّاسُ بِذٰلِكَ حَتّٰى انْطَلَقُوْا اِلٰى آدَمَ وَ الْعَرَقُ يَكَادُ يُلْجِمُهُمْ، فَقَالُوْا: يَآ آدَمُ! اَنْتَ اَبُوالْبَشَرِ وَ اَنْتَ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ، اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيْتُ مِثْلَ الَّذِىْ لَقِيْتُمْ فَانْطَلِقُوا اِلٰى اَبِيْكُمْ بَعْدَ اَبِيْكُمْ اِلٰى نُوْحٍ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَo﴾ فَيَنْطَلِقُوْنَ اِلٰى نُوْحٍ، فَيَقُوْلُوْنَ: اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَاَنْتَ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ وَ اسْتَجَابَ لَكَ فِىْ دُعَائِكَ وَ لَمْ يَدَعْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا، فَيَقُوْلُ: لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِىْ، اِنْطَلِقُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَهٗ خَلِيْلًا، فَيَنْطَلِقُوْنَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِىْ وَ لٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى مُوْسٰى، فَاِنَّ اللّٰهَ كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا، فَيَقُوْلُ مُوْسٰى: لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِىْ وَ لٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَاِنَّهٗ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ يُحْيِ الْمَوْتٰى، فَيَقُوْلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ: لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِىْ وَ لٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ، فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِنْطَلِقُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ فَيَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ، فَيَنْطَلِقُ، فَيَأْتِىْ جِبْرِيْلُ رَبَّهٗ عَزَّ وَ جَلَّ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِئْذَنْ لَهٗ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَيَنْطَلِقُ لَهٗ جِبْرِيْلُ، فَيَخِرُّ سَاجِدًا قَدْرَ جُمُعَةٍ، وَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَيَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَاِذَا نَظَرَ اِلٰى رَبِّهٖ خَرَّ سَاجِدًا قَدْرَ جُمُعَةٍ اُخْرٰى، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ، قَالَ فَيَذْهَبُ لِيَقَعَ سَاجِدًا، فَيَأْخُذُ جِبْرِيْلُ بِضَبْعَيْهِ، فَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ شَيْئًا لَّمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى بَشَرٍ قَطُّ، فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ! خَلَقْتَنِىْ سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ وَ لَا فَخْرَ

وَ اَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ لَا فَخْرَ، حَتّٰی اَنَّهٗ لَیَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ اَکْثَرُ مِمَّا بَیْنَ صَنْعَاءَ وَ اَیْلَةَ، ثُمَّ یُقَالُ: اُدْعُوا الصِّدِّیْقِیْنَ فَیَشْفَعُوْنَ، ثُمَّ یُقَالُ: اُدْعُوا الْاَنْبِیَاءَ، فَیَجِیْءُ النَّبِیُّ وَ مَعَهُ الْعُصَابَةُ وَ النَّبِیُّ وَ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَ السِّتَّةُ وَ النَّبِیُّ وَ لَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ، ثُمَّ یُقَالُ: اُدْعُوا الشُّهَدَاءَ فَیَشْفَعُوْنَ لِمَنْ اَرَادُوْا، فَاِذَا فَعَلَتِ الشُّهَدَاءُ ذٰلِکَ یَقُوْلُ اللّٰهُ: اَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، اَدْخِلُوْا جَنَّتِیْ مَنْ لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا، فَیُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: اُنْظُرُوْا فِی النَّارِ، هَلْ تَلْقَوْنَ مِنْ اَحَدٍ عَمِلَ خَیْرًا قَطُّ؟ فَیَجِدُوْنَ فِی النَّارِ رَجُلًا، فَیَقُوْلُ لَهٗ: هَلْ عَمِلْتَ خَیْرًا قَطُّ؟ فَیَقُوْلُ: لَا غَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ اُسَامِحُ النَّاسَ فِی الْبَیْعِ وَ الشراء، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ: اَسْمِحُوْا لِعَبْدِیْ کَاِسْمَاحِهٖ اِلٰی عَبِیْدِیْ، ثُمَّ یُخْرِجُوْنَ مِنَ النَّارِ رَجُلًا، فَیَقُوْلُ لَهٗ: هَلْ عَمِلْتَ خَیْرًا قَطُّ؟ فَیَقُوْلُ: لَا غَیْرَ اَنِّیْ قَدْ اَمَرْتُ وَلَدِیْ اِذَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ بِالنَّارِ ثُمَّ اَطْحِنُوْنِیْ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ مِثْلَ الْکُحْلِ فَاذْهَبُوْا بِیْ اِلَی الْبَحْرِ فَاذْرُوْنِیْ فِی الرِّیْحِ، فَوَاللّٰهِ لَا یَقْدِرُ عَلَیَّ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اَبَدًا، فَقَالَ اللّٰهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ؟ قَالَ مِنْ مَخَافَتِکَ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اُنْظُرْ اِلٰی مُلْکِ اَعْظَمِ مَلِکٍ، فَاِنَّ لَکَ مِثْلَهٗ وَ عَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ، فَیَقُوْلُ: لِمَ تَسْخَرُبِیْ وَ اَنْتَ الْمَلِکُ؟ وَ ذَاکَ الَّذِیْ ضَحِکْتُ مِنْهُ مِنَ الضُّحٰی---

[کنز العمال ،رقم الحدیث ۳۹۷۵/مسند ابی بکر الصدیق ،صفحہ ۵۷/ مسند ابوعوانه ،جلد ۱،صفحہ ۱۷۶/مسند احمد بن حنبل ،جلد ۱،صفحہ ۴/الملل المتناهية، جلد ۲،صفحہ ۴۳۹/مجمع الزوائد ،جلد ۱۰،صفحہ ۳۷۴-۳۷۵/السنة لابن ابی عاصم ، جلد ۲،صفحہ ۳۸۱/موارد الظمآن للهیثمی،رقم الحدیث ۲۵۸۷]

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی، پھر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ چاشت کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ مسکرائے، پھر آپ تشریف فرما رہے، حتیٰ کہ

آپ ﷺ نے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں ادا کیں، پھر آپ اٹھ کر گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ سے کہا:

''کیا آپ رسول اللہ ﷺ سے نہیں پوچھیں گے کہ کیا معاملہ ہے؟ آج آپ ﷺ نے وہ کام کیا، جو کبھی نہیں کیا''۔

پس سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے نبیِ مکرم ﷺ سے پوچھا تو شفیعِ معظم ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! دنیا و آخرت کے امور میں سے جو کچھ ہونے والا ہے، وہ سب میرے سامنے پیش کیا گیا، اوّلین و آخرین سب ایک میدان میں اکٹھے کیے گئے، لوگ شدید گھبراہٹ کا شکار ہوئے، حتیٰ کہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور حال یہ تھا کہ پسینے نے ان کو لگام پہنائی ہوئی تھیں، انھوں نے کہا: ''اے آدم (علیہ السلام)! آپ ابوالبشر ہیں اور اللہ جل جلالہ کے برگزیدہ ہیں، اپنے رب کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے''۔ سیدنا آدم علیہ السلام بولے: ''آج مجھے بھی وہی کچھ در پیش ہے، جس سے تمہارا واسطہ ہے، پس تم اپنے باپ (آدم علیہ السلام) کے بعد اپنے باپ نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، (آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی):

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝﴾---

''پس اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آدم کو، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو سب جہانوں پر''---

پس لوگ سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اپنے رب کے ہاں ہمارے لیے شفاعت کیجیے، کیوں کہ آپ (علیہ السلام) اللہ کے برگزیدہ ہیں، اس نے آپ (علیہ السلام) کی دعا قبول فرمائی اور زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑا''۔ سیدنا نوح علیہ السلام کہتے ہیں: ''یہ میرا مرتبہ نہیں، تم لوگ (سیدنا) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنا خلیل بنایا ہوا ہے''۔ لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''یہ میرا مرتبہ نہیں ہے، لیکن تم (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ نے انھیں شرفِ تکلم سے نوازا ہے''۔ پس موسیٰ علیہ السلام

نے کہا: ”یہ میرا مرتبہ نہیں ہے، بلکہ تم (سیدنا) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، بے شک وہ اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتے تھے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے“۔ (لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں) تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: ”یہ میرا مرتبہ نہیں، لیکن تم اولادِ آدم کے سردار کے پاس جاؤ، بے شک یومِ قیامت کو اٹھنے والوں میں وہ سب سے پہلے ہیں، سیدنا محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ تمہارے رب کے ہاں تمہاری شفاعت کریں گے“۔

پس آپ ﷺ (شفاعت کے لیے) جاتے ہیں، سیدنا جبریل علیہ السلام ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”(محمد ﷺ کو) اذن دو اور انھیں جنت کی بشارت دو“۔ سیدنا جبریل علیہ السلام، نبیِ مکرم ﷺ کو لے کر جاتے ہیں اور آپ ﷺ مقدارِ جمعہ کے برابر عرصہ تک سجدے میں پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اپنا سر اُٹھاؤ، کہو، تمہاری سنی جائے گی، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی“۔ جب شفیعِ اعظم ﷺ نے اپنے ربِّ کریم کی طرف دیکھا تو ایک دفعہ پھر جمعہ کی مقدار کے برابر سجدہ میں پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اپنا سر اُٹھاؤ، کہو، تمہاری سنی جائے گی، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی“۔

پھر آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو بازو سے تھام لیتے ہیں اور اللہ عزوجل، آپ ﷺ کو دعا کے وہ کلمات سکھاتا ہے، جو اس نے کسی بشر پر ظاہر نہیں کیے۔ پس شفیعِ معظم ﷺ کہتے ہیں: ”اے پروردگار! تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنایا، (مجھے اس پر) فخر نہیں اور یومِ قیامت کو زمین سے سب سے پہلے اُٹھنے والا بنایا، (مجھے اس پر) فخر نہیں“۔ حتیٰ کہ رسولِ اکرم ﷺ (شفاعت کے بعد، کوثر کے) حوض کی طرف لوٹ آتے ہیں، جس کا رقبہ صنعاء اور اَیلہ کے درمیانی فاصلے سے زیادہ ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: ”صدیقین کو بلاؤ“۔ پس وہ شفاعت کرتے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے: ”انبیاء کو بلاؤ“۔ پس کوئی نبی آتا ہے اور اس کے ساتھ ماننے والوں کی ایک جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ پانچ، چھ ماننے والے ہیں اور کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ پھر پکارا جاتا ہے: ”شہداء کو بلاؤ“۔ پس وہ جس کے لیے چاہتے ہیں، شفاعت کرتے ہیں۔ جب شہداء ایسا کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں، جس نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو، اس کو میری جنت میں داخل کردو''۔ پس وہ جنت میں داخل کر دیے جاتے ہیں۔ پھر اللہ ﷻ فرماتا ہے: ''دوزخ میں دیکھو، کیا تمھیں کوئی ایسا شخص ملتا ہے، جس نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہو؟''۔ پس فرشتوں کو دوزخ میں ایک شخص ملتا ہے، اس سے اللہ ﷻ پوچھتا ہے: ''کیا تو نے کبھی نیکی کا کوئی کام کیا ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''نہیں، سوائے اس کے کہ میں لوگوں کو کاروبار میں سہولت دیتا تھا''۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ''میرے بندے کو سہولت دو، جس طرح یہ میرے بندوں کو سہولت دیتا تھا''۔ پھر دوزخ سے ایک آدمی نکالا جاتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے: ''کیا تو نے کبھی نیکی کا کوئی کام کیا ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''نہیں، سوائے اس کے کہ میں نے اپنی اولاد کو حکم دیا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا، پھر مجھے پیس دینا، جب میں سرمہ بن جاؤں تو مجھے دریا میں بہا دینا اور ہوا میں اُڑا دینا، پس اللہ کی قسم! ربُّ العالمین مجھ پر کبھی گرفت نہیں کرے گا''۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟''۔ وہ کہتا ہے: ''تیرے خوف سے''۔ پس اللہ ﷻ فرماتا ہے: ''کسی بڑی سلطنت والے بادشاہ کی طرف دیکھ! بے شک تجھے اس کے جیسی اور اس کے ساتھ اسی طرح کی دس (۱۰) اور (سلطنتوں کے برابر جنت میں جگہیں) دیں''۔ وہ بندہ کہتا ہے: ''یا اللہ! تو بادشاہ ہو کر میرے ساتھ مذاق کیوں کرتا ہے؟''۔ (حضور ﷺ نے فرمایا:) یہی وہ بات ہے، جس پر میں چاشت کے وقت مسکرایا تھا''---

روایت پر اشکال

علامہ متقی ہندی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بزار نے اسے نقل کیا اور کہا:

تَفَرَّدَ بِهِ الْبَرَآءُ بْنُ نَوْفَلَ عَنْ وَالَان وَ لَا نَعْلَمُهُمَا رَوَيَا اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ---[کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۳۱۷، رقم الحدیث: ۳۹۷۵۰]

''والان سے روایت کرنے میں براء بن نوفل متفرد ہے اور ہم اس حدیث کے علاوہ ان دونوں سے کوئی اور حدیث نہیں جانتے''---

اشکال کا جواب

بزار کی طرف سے پیش کیا جانے والا یہ اشکال شروع میں ابنِ خزیمہ کو بھی پیش آیا، لیکن جب

انھوں نے تحقیق کی تو ان پر واضح ہوا کہ والان سے روایت کرنے میں براء بن نوفل متفرد نہیں ہے اور والان سے مذکور حدیث کے علاوہ بھی روایت موجود ہے۔ ان کی یہ تحقیق کنز العمال میں ہی موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

لَمْ اَکُنْ اَحْفَظُ عَنْ وَالَانَ خَبَرًا غَیْرَ ھٰذَا وَ لَا رَاوِیًا غَیْرَ الْبَرَآءِ ثُمَّ وَجَدْتُ لَہٗ خَبَرًا ثَانِیًا وَ رَاوِیًا آخَرَ، قَدْ رَوٰی عَنْہُ مَالِکُ بْنُ عُمَرَ الْحَنَفِیُّ---[کنز العمال، رقم الحدیث:۳۹۷۵۰]

"(پہلے) مجھے والان سے اس خبر کے علاوہ کوئی روایت دستیاب نہ تھی اور نہ ہی براء کے علاوہ (والان سے) روایت کرنے والا کوئی دوسرا راوی، پھر مجھے والان سے ایک اور حدیث مل گئی اور (براء کے علاوہ) ایک دوسرا راوی بھی۔ بے شک والان سے مالک بن عمر الحنفی نے بھی روایت کیا ہے"---

ابن خزیمہ کے اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

۱) والان سے روایت کرنے میں براء بن نوفل متفرد نہیں، بلکہ مالک بن عمر نے بھی والان سے روایت کیا ہے۔

۲) والان کی روایت کردہ دوسری حدیث بھی موجود ہے۔

ابوھنیدہ براء بن نوفل

ابوہنیدہ براء بن نوفل کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ ان سے بھی اس کے علاوہ کوئی حدیث مروی نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی (ابوہنیدہ کے بارے میں) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ کَانَ مَعْرُوْفًا قَلِیْلَ الْحَدِیْثِ---[تعجیل المنفعه، صفحہ۵۲۶]

"ابن سعد نے کہا، وہ معروف ہیں، تھوڑی احادیث روایت کرتے ہیں"---

محدثینِ کرام (رحمہم اللہ) کی اصطلاح میں قلیل الحدیث کا لفظ تعدیل کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو روایتوں کی تھوڑی تعداد کو تو ظاہر کرتا ہے، لیکن یہ تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے۔

ثابت ہوا کہ ابوہنیدہ سے ایک سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔

والان کے مجہول ہونے کا اشکال

اس روایت پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے:

قَالَ اَبُوْ حَاتِمِ نِ الرَّازِیَّ: وَالَان مَجْهُوْلٌ، وَ قَالَ دَارُ قُطْنِیّ: وَالَان غَیْرُ مَشْهُوْرٍ اِلَّا فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ. قَالَ: وَ الْحَدِیْثُ غَیْرُ ثَابِتٍ---

[العلل المتناهیة: جلد۲، صفحہ۴۳۹]

''ابوحاتم رازی نے کہا: والان مجہول ہے۔ دار قطنی نے کہا: والان اس حدیث کے علاوہ غیر مشہور ہے۔ دار قطنی نے مزید کہا: یہ حدیث غیر ثابت ہے''---

ابوحاتم کا والان کو مجہول کہنا اور والان کا معروف ہونا

جہاں تک ابوحاتم رازی کے والان کو مجہول کہنے کا تعلق ہے، تو یہ ابوحاتم کی خطا ہے، کیوں کہ والان محدثین کے نزدیک معروف اور ثقہ ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وَالَانُ بْنُ بُهَیْسٍ، وَ یُقَالُ ابْنُ قَرْفَةِ نِ الْعَدَوِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ وَ عَنْهُ اَبُوْ هُنَیْدَةَ الْبَرَآءُ بْنُ نَوْفَلِ نِ الْعَدَوِیُّ، قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ: وَالَانُ بْنُ قَرْفَة بَصَرِیٌّ ثِقَةٌ وَ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانٍ فِی الثِّقَاتِ---[تعجیل المنعفة، صفحہ۴۳۶]

''والان بن بہیس، اسے ابن قرفۃ العدوی کہا جاتا ہے، حذیفہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابوہنیدہ براء بن نوفل العدوی روایت کرتا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ والان بن قرفۃ بصری ثقہ ہے اور ابن حبان نے اس کا ذکر ''ثقات'' میں کیا ہے''---

ابوحبان نے کتاب الثقات، جلد۵، صفحہ۴۹۷ پر اور ابن معین نے تاریخ ابن معین، جلد۳، صفحہ۶۲۸ پر والان کی توثیق کی ہے۔ والان کی مذکورہ روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں:

رِجَالُهُمْ ثِقَاتٌ ---[مجمع الزوائد، جلد۱۰، صفحہ۳۷۵]

''اس کے سب راوی ثقہ ہیں''---

اسحٰق بن ابراہیم، والان کی اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں:

هٰذَا مِنْ اَشْرَفِ الْحَدِیْثِ---[ترغیب، جلد۴، صفحہ۴۴۰]

ابوحاتم الرازی کا ثقہ راویوں کو مجہول کہنا

ابوحاتم الرازی کے متعلق محدثینِ کرام (رحمہم اللہ) کا اتفاق ہے کہ ان کا کسی راوی کو مجہول کہنا، اس وقت تک حجت نہ ہوگا، جب تک کہ ''عادل نقاد'' (جرح کرنے والے عادل ائمہ) میں سے کوئی ان کی موافقت نہ کرے۔ شیخ ابن دقیق العید کہتے ہیں:

لَا یَکُوْنُ تَجْھِیْلُ اَبِیْ حَاتِمٍ حُجَّةً مَا لَمْ یُوَافِقْهُ غَیْرُهٗ (نَقَلَهُ الزَّیْلَعِیُّ کَمَا فِی "التَّھْذِیْبِ" لِاَمِیْرِ عَلِیِّ ن الْھِنْدِی)---[تقریب التهذیب لابن حجر، صفحہ۲۲]

"ابوحاتم کا کسی کو مجہول کہنا اس وقت تک حجت نہ ہوگا، جب تک کہ کوئی دوسرا ان کی موافقت نہ کرے"---

امام ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی کہتے ہیں:

لَا تَغْتَرِرْ بِقَوْلِ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ کَثِیْرِ الرُّوَاةِ عَلٰی مَا یَجِدُهٗ مَنْ یُّطَالِعُ الْمِیْزَانَ وَ غَیْرَه (اَنَّهٗ مَجْھُوْلٌ) مَا لَمْ یُوَافِقْه غَیْرُهٗ مِنَ النُّقَّادِ الْعَدُوْلِ---

[الرفع و التکمیل فی الجرح و التعدیل، صفحہ۲۵۳]

"جو شخص میزان وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے، وہ کئی راویوں کے بارے میں ابوحاتم کے اس قول (وہ مجہول ہے) سے دھوکا نہ کھائے، جب تک کہ نقاد عادلین میں سے کوئی ان کی موافقت نہ کرے"---

محدثینِ کرام رحمہم اللہ کے ابوحاتم پر اس عدمِ اعتماد کی وجہ یہ ہے کہ ابوحاتم نے بلاتحقیق کئی ثقہ راویوں حتیٰ کہ بدری صحابی تک کو مجہول کہہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو، ابن ابی حاتم، مدلاج بن عمرو السلمی کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَالَ اَبِیْ: مَجْھُوْلٌ---[الجرح و التعدیل، جلد۴، صفحہ۴۲۸]

"ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ (مدلاج بن عمرو) مجہول ہے"---

حالاں کہ (حضرت سیدنا) مدلاج بن عمرو (رضی اللہ عنہ) جلیل القدر، بدری صحابی ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کی ہے۔[لسان المیزان، جلد۶، صفحہ۱۳]

اسی طرح ابوحاتم نے زیاد بن جاریہ التمیمی الدمشقی کے بارے میں بھی "شَیْخٌ مَجْھُوْلٌ" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، ابوحاتم کا یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں:

یُقَالُ اِنَّ لَهٗ صُحْبَةً، رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَأَلَ وَ لَهٗ مَا یُغْنِیْهِ.........الحدیث---

"کہا جاتا ہے کہ انھیں (حضرت زیاد بن جاریہ رضی اللہ عنہ کو) صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جس نے مانگا، حالاں کہ اُس کے پاس

اُسے (مانگنے سے) بے نیاز کرنے والی چیز تھی............الحدیث"---

صحابہ کرام ﷺ کے علاوہ بھی جن ثقہ راویوں کو ابو حاتم نے "مجہول" کہا ہے، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں، جنھیں علامہ جلال الدین سیوطی (علیہ الرحمہ) نے نقل کیا ہے:

1)......**احمد بن عاصم البلخی:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا ہے، جب کہ ابن حبان نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

2)......**اسباط ابو الیسع:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا ہے، جب کہ امام بخاری نے انھیں معروف قرار دیا۔

3)......**بیان بن عمرو:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا، جب کہ ابن المدینی، ابن حبان اور ابن عدی نے انھیں ثقہ کہا۔

4)......**الحسین بن الحسن بن یسار:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا، جب امام احمد بن حنبل نے انھیں ثقہ کہا۔

5)......**الحکم بن عبد اللّٰہ البصری:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا، جب کہ علامہ ذہلی نے ان کو ثقہ کہا۔

6)......**عباس القنطری:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا، جب کہ امام احمد بن حنبل نے انھیں ثقہ کہا۔

7)......**محمد بن الحکم المروزی:**

ابو حاتم نے انھیں مجہول کہا، جب کہ ابن حبان نے انھیں ثقہ قرار دیا۔

[تدریب الراوی، صفحہ۲۱۳]

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ابو حاتم الرازی کا "والان" جیسے معروف اور ثقہ راوی کو مجہول کہہ دینا درخورِ اعتنا نہیں، کیوں کہ ابو حاتم کی تجہیل حجت نہیں، جب تک کہ معتبر، مستند، ائمہ جرح وتعدیل میں سے کوئی ان کی تائید نہ کرے۔

دارِ قطنی کی جرح اور اس کا جواب

امام دارقطنی بہت بڑے محدث اور ائمہ جرح میں سے ہیں، ان کا احترام سر آنکھوں پر، لیکن "والان" جیسے معروف اور ثقہ راوی کے بارے میں ان کی جرح اور پھر حدیث کو غیر ثابت کہنا محلِ نظر ہے۔

انھوں نے اگر چہ ''والان'' کو مجہول نہیں کہا، تاہم ان کا یہ کہنا کہ:

وَالَان غَیْرُ مَشْھُوْرٍ اِلَّا فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ---

''والان اس حدیث کے علاوہ مشہور نہیں ہے''---

یہ بات درست نہیں ہے۔امام دارقطنی کے اس قول کی تردید ابن خزیمہ کے اس قول سے ہو جاتی ہے، جو سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے:

لَمْ اَکُنْ اَحْفَظُ عَنْ وَالَان خَبَرًا غَیْرَ ھٰذَا وَ لَا رَاوِیًا غَیْرَ الْبَرَآءِ ثُمَّ وَجَدْتُ لَہٗ خَبَرًا ثَانِیًا وَ رَاوِیًا آخَرَ، قَدْ رَوٰی عَنْہُ مَالِکُ بْنُ عُمَرَ الْحَنَفِیُّ---[کنز العمال، رقم الحدیث:۳۹۷۵۰]

''(پہلے) مجھے والان سے اس خبر کے علاوہ کوئی روایت دستیاب نہ تھی اور نہ ہی براء کے علاوہ (والان سے) روایت کرنے والا کوئی دوسرا راوی، پھر مجھے والان سے ایک اور حدیث مل گئی اور (براء کے علاوہ) ایک دوسرا راوی بھی، بے شک والان سے مالک بن عمر الحنفی نے بھی روایت کیا ہے''---

اس کا مطلب کہ والان اس حدیث کے علاوہ بھی مشہور ہے۔امام دارقطنی نے والان کو غیر مشہور کہنے کے علاوہ، اس سے بھی زیادہ سخت بات یہ کی ہے:

وَ الْحَدِیْثُ غَیْرُ ثَابِتٍ--- ''یہ حدیث ثابت نہیں ہے''---

سخت حیرت ہے کہ جس روایت کے تمام راوی ثقہ ہوں، جیسا کہ علامہ الہیثمی نے لکھا ہے:

رجالھم ثقات---[مجمع الزوائد، جلد۱۰ صفحہ۲۷۵]

''اس کے تمام راوی ثقہ ہیں''---

پھر اس کا غیر ثابت ہونا کیوں کر ممکن ہے؟ ایک لمحے کے لیے تسلیم کر لیں کہ والان اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث میں مشہور نہیں ہے، تو کیا ایک ثقہ راوی کا، بفرضِ محال کسی دوسری حدیث میں موجود نہ ہونا ایسا نقص ہے، جو حدیثِ رسول اللہ ﷺ کو غیر ثابت قرار دینے کے لیے کافی ہو؟ حاشا وکلا، ایسا ہر گز نہیں ہے اور یہ تو ثابت ہو چکا کہ والان اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث میں بھی موجود ہے، جیسا کہ ابن خزیمہ نے کہا ہے۔

امام دارقطنی کی اس جرح میں ان کا وہی انداز جھلک رہا ہے، جو انھوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کی ثقاہت اوران کے شرفِ ملاقاتِ صحابہ ﷺ(تابعین میں سے ہونے) کوغیر معتبر کرنے کے لیے اختیار کیا تھا۔ہم امام دار قطنی کی علمی قابلیت اوران کے مرتبہ سے منحرف نہیں ہیں، لیکن افسوس اور معذرت سے یہ کہنے سے بھی رک نہیں سکتے کہ انھی جیسے ثقہ بزرگوں کی اس قسم کی لغزشوں سے آج مسلمانوں کا ایک مکتبہ فکر، امام ابوحنیفہ ﷺ کوضعیف راوی ثابت کرنے اوران کی صحابہ کرام ﷺ سے ملاقات کومشکوک کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا تا نظر آ تا ہے، لیکن:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امام ابوحنیفہ ﷺ کی ثقاہت پرضرب

امام دارقطنی نے امام حنیفہ ﷺ کوضعیف قرار دیا ہے۔[ملاحظہ ہو:سنن دار قطنی ،جلد۱، صفحہ۳۲۱/موسوعہ اقوال ابی الحسن دار قطنی ،جلد۲،صفحہ۶۸۲]

اگرامام دارقطنی کی اس جرحِ مبہم اور غیر مفسر (جو کہ مقبول نہیں ہوتی) کوتسلیم کرلیا جائے تو مسلمان کتنے بڑے علمی سرمائے سے ہاتھ دھوبیٹھیں گے اور فقہ حنفی اوراس کے ماننے والے کس مصیبتِ علمی کا شکار ہوں،اس کا اندازہ اہلِ علم وفضل ہی کرسکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ ﷺ کے شرفِ صحبتِ صحابہ ﷺ پرتبصرہ

ابوعبدالرحمٰن اسلمی کہتے ہیں:

سَأَلْتُهُ، هَلْ يَصِحُّ سِمَاعُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَنَسٍ؟ فَقَالَ لَا يَصِحُّ سِمَاعُهُ عَنْ اَنَسٍ وَ لَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ لَا تَصِحُّ لَهُ رُؤْيَةُ اَنَسٍ وَ لَا رُؤْيَةُ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ ---[سوالات ابی عبد الرحمن اسلمی للدار قطنی فی الجرح و التعديل،بابِ نون، صفحہ۳۲۰]

"میں نے ان (دارِقطنی) سے پوچھا کہ ابوحنیفہ کا سیدنا انس ﷺ سے سماع صحیح (ثابت) ہے؟ توانھوں نے کہا کہ نہ ہی ان کا سماع سیدنا انس ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی اور صحابی سے اور نہ ان کا سیدنا انس ﷺ کودیکھنا صحیح ہے اورنہ کسی اور صحابی کو"---

امام ابوحنیفہ ﷺ کوسترہ (۱۷) صحابہ کرام ﷺ سے شرفِ صحبت وسماع حاصل ہے۔کم از کم سات (۷) پہ توعلامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "تبييض الصحيفة" میں جزم کیا ہے۔ رہا سیدنا انس ﷺ سے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا سماع،تواس میں کیا استبعاد ہے؟ جب کہ امام ابوحنیفہ کی

ولادت ۸۰ھ کی ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تیرہ (۱۳) سال کے تھے۔ پھر محدثینِ کرام علیہم الرحمۃ کا یہ جملہ بھی ملحوظ رہے:

اَنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ رَاٰیٰ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ---

''حضرت ابوحنیفہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا''---

[تاریخ بغداد، جلد۱۳، صفحہ۳۲۴/سیر اعلام النبلاء، جلد۶، صفحہ۳۹۱]

حدیثِ مذکور کی مؤید احادیث

حدیث مذکور میں ہے:

عُرِضَ عَلَیَّ مَا هُوَ کَائِنٌ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ---

''دنیا و آخرت کے جو امور ہونے والے ہیں، وہ مجھ پر پیش کیے گئے''---

بیشتر احادیث ایسی ہیں، جن میں یہ ذکر ہے کہ انبیاء کرام (علٰی نبینا و علیہم الصلٰوۃ و السلام)، ان کی امتیں، امتِ محمدیہ (علٰی صاحبہا الصلٰوۃ و السلام) جنت و دوزخ، مشارق و مغارب اور جنت و دوزخ میں داخل ہونے والے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے گئے۔ مخلوق کی مختلف انواع کی یہ پیشی انفرادی طور پر بھی ہوتی رہی اور بالجملہ بھی۔ کائناتِ ارضی و سماوی کی یہ مخلوقات قدرتِ الٰہیہ سے خدا کے برگزیدہ اور عالم کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش ہوتی رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمِ مازاغ کو ربِّ قدیر نے وہ بھی دِکھایا، جو ہو چکا تھا اور وہ بھی، جو قیامت تک ہونے والا تھا۔ اس موضوع کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

انبیاء و امم کا پیش کیا جانا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ وَ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَ النَّبِیُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَ الرَّجُلَانِ، وَ النَّبِیُّ وَ لَیْسَ مَعَهُ اَحَدٌ، اِذْ رُفِعَ لِیْ سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِیْ، فَقِیْلَ لِیْ: هٰذَا مُوْسٰی وَ قَوْمُهٗ، وَ لٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ. فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَقِیْلَ لِیْ: اُنْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ الْاٰخَرِ، فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ. فَقِیْلَ لِیْ: هٰذِهٖ اُمَّتُکَ وَ مَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّ لَا عَذَابٍ، قِیْلَ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَرْقُوْنَ وَ لَا

یَسْتَرْقُوْنَ وَ لَا یَطَّیَّرُوْنَ وَ لَا یَکْتَوُوْنَ وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ---

[مسند امام احمد بن حنبل ،جلد۱،صفحہ۲۷۱/ کنز العمال ،جلد۲،صفحہ۲۳، واللفظ لہ رقم الحدیث:۵۶۸۲]

''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کسی نبی کو اور اس کے ساتھ چھوٹی سی جماعت کو، کسی نبی کو اور اس کے ساتھ ایک یا دو اشخاص کو اور کسی نبی کے ساتھ کوئی شخص نہیں۔ پھر میرے لیے ایک بڑی جماعت (سے حجاب) اٹھایا گیا، میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، لیکن آپ ﷺ افق کی طرف دیکھیے، میں دیکھا تو ایک بڑی جماعت تھی۔ مجھ سے کہا گیا، دوسرے افق کی طرف (بھی) دیکھیے، اس طرف بھی بڑی جماعت تھی۔ مجھ سے کہا گیا، یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار لوگ بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ کہا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، وہ لوگ جو نہ تو منتر (فسوں) کرتے ہیں، نہ منتر کرواتے ہیں، نہ شگون لیتے ہیں اور نہ کاہن کے پاس جاتے ہیں اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں''---

اُمّتِ محمدیّہ (علٰی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام) کا پیش کیا جانا

حضرت سیدنا حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَۃَ لَدٰی ھٰذِہِ الْحُجْرَۃِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْھُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ، صُوِّرُوْا لِیْ فِی الطِّیْنِ---

[کنز العمال، رقم الحدیث:۳۱۹۱۱]

''کل رات مجھ پر میری امت اس حجرہ کے پاس پیش کی گئی، حتیٰ کہ میں اُن میں سے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں، جتنا تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کو پہچانتا ہے، میرے لیے مٹی میں ان کی تصویریں بنائی گئیں''---

اعمالِ اُمّت کا پیش کیا جانا

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُھَا وَ سَیِّئُھَا، فَرَأَیْتُ مِنْ مَحَاسِنِ

اَعْمَالِهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ وَ رَاَيْتُ مِنْ سَيِّءِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ فِی الْمَسْجِدِ لَمْ تُدْفَنْ---

[مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۵، صفحہ ۱۸۰/ صحیح مسلم شریف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷/ ابن خزیمہ]

''مجھ پر میری امت اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی، میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دِہ چیز کو ہٹانا دیکھا اور برے اعمال میں مسجد میں بلغم پھینکنا اور اسے دفن نہ کرنا دیکھا''---

اعمالِ اُمّت کے اُجور کا پیش کیا جانا

حضرت سیدنا انس ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتّٰی الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ اَوْ آيَةٍ اُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا---

[کنز العمال، جلد ۱، صفحہ ۱۵۲، رقم الحدیث: ۲۸۳۳/ جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۹۱۶، مشکوٰۃ، حدیث ۷۲۰]

''مجھ پر میری امت کے اجر و ثواب پیش کیے گئے، یہاں تک کہ وہ تنکا جسے کوئی شخص مسجد سے نکالتا ہے، (اس کا ثواب) اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے، میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ دیکھا کہ قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت کسی شخص نے یاد کی ہو، پھر اسے بھلا دے''---

بعد از وصال، اعمالِ اُمّت کی دائمی پیشی

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ حَيَاتِیْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ يُحَدَّثُ لَكُمْ فاذا انا مِتُّ وَفَاتِیْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُكُمْ فَاذا رَأيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَ اِنْ رأيت شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ---

[کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۰۲/ مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۲۴/ جامع صغیر مع فیض القدیر، جلد ۳، صفحہ ۴۰۱]

''میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے، تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے۔ اور جب میرا وصال ہو تو میری موت بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔

تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، تو اگر میں نے اچھے عمل پائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد (وثنا) کروں گا اور اگر برے عمل پائے تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے بخشش طلب کروں گا"---

حوالہ جات

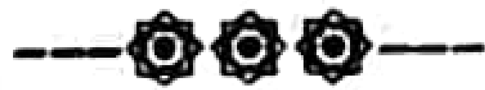
قال الهيثمي في مجمع الزوائد، جلد۹، صفحہ۲۴: رواه البزّار و رجاله الصحيح

نص المناوی فی فیض القدیر للمناوی، جلد۳، صفحہ۴۰۱: بانه صحیح

قال ملا علی قاری فی شرح الشفاء، جلد۱، صفحہ۱۰۲: رواه ایضًا الحارث بن ابی اسامة فی مسنده بسند صحیح، رواه الحافظ اسماعیل القاضی فی جزء الصلوٰة علی النبی ﷺ، قال فیه شیخ البانی: مرسل صحیح، صححه الحافظ ابن الهادی

مطالب العالیة لابن حجر عسقلانی، جلد۴، صفحہ۲۲

طوح التثریب، جلد۳، صفحہ۲۹۷]



طویل خطاب کا دن (امورِ کائنات کی خبر دینا)

عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا---

[صحیح مسلم: جلد۲، صفحہ۳۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی]

"حضرت سیدنا ابو زید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے، ہمیں خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، ہمیں خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آ گیا، آپ ﷺ منبر سے اترے اور عصر کی نماز ادا فرمائی،

پھر آپ ﷺ نے منبر کو رونق بخشی اور ہمیں خطاب فرمایا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پس آں حضرت ﷺ نے ہمیں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے، سب کی خبر دی، سو ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو زیادہ حافظے والا ہے"---

غالبًا اسی دن کے خطاب میں نبی مکرم ﷺ کی ارشاد فرمودہ تفصیلات کو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے الفاظ میں مختصر طور پر یوں روایت کیا:

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ، حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَ اَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ. حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَ نَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ---[بخاری، جلد ۱، صفحہ ۴۵۳، مطبوعہ نور محمد، اصح المطابع کراچی]

"(حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک مجلس میں کھڑے ہوئے، پھر آپ ﷺ نے ابتدائے خلق سے شروع کر کے، ہمیں خبریں بیان کرنا شروع کیں، (تمام احوال و واقعات کی خبر دیتے گئے۔مترجم) حتیٰ کہ جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانے اور جہنمیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانے کی خبریں بیان کر دیں۔جس شخص نے اس کو یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جس نے اسے بھلا دیا، اس نے بھلا دیا"---

حضرت سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بیان تھا کہ شفیعِ اعظم ﷺ نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا، (مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ) کی خبر دی، جب کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ" کے احاطۂ ادراک میں ابتدائے آفرینش سے لے کر یومِ قیامت اور حساب کتاب کے مرحلوں کے بعد نیکو کاروں کے جنت میں اور بدکاروں کے دوزخ میں دخول تک کے تمام واقعات کو شمار کیا گیا ہے۔

طائرانہ نظر تو یہی دیکھ پاتی ہے کہ یہ بیان اگرچہ مخلوقات کی ابتدا سے لے کر دخولِ جنت و جہنم کے وقت تک ہے، تاہم اس میں موٹے موٹے چند جزوی واقعات کا بیان ہے، کیوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری کائنات کی ابتدا و انتہا کے تمام واقعات ایک ہی مجلس میں بیان کیے جا سکیں؟ اور وہ مجلس ہو بھی صرف ایک ہی دن کی؟ ہمیں اس بحث میں الجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ عام انسانوں کی قوتِ گفتار و احاطۂ بیان اور پیغمبرِ اقدس ﷺ کی جوامع الکلم والی معجزاتی گفتار اور

''عَلَّمَهُ الْبَيَانَ'' والی اعجازی شانِ بیان میں زمین وآسمان سے ماوراء تفاوت کی کیا نوعیت ہے؟ ہمارا ایمان تو اس بات پر ہے، جسے صاحبِ سرّ نبی، حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اسی دن کے طویل خطاب اوراس میں بیان کی گئی تفصیلات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً، مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَ جَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ---

[بخاری، جلد۲، صفحہ ۹۷۷]

''حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر یہ کہ اس کا ذکر کیا۔ جس شخص نے اسے جان لیا، اس نے جان لیا اور جس نے نہ جانا، اس نے نہ جانا''---

ابتدائے آفرینش سے لے کر دخولِ جنت وجہنم کے مابین کی تفصیلات کا جس قدر احاطہ خطبۂ سرورِ دوعالم ﷺ میں ہوا، اس کا اظہار خلیلِ مصطفیٰ، حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یوں کرتے ہیں:

قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِى السَّمَآءِ اِلَّا ذَكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا---

[الشفاء للقاضی عیاض، جلد۱، صفحہ ۳۳۰، باب چہارم، مطبوعہ دارالفکر بیروت/ مسند احمد، جلد۵، صفحہ ۱۵۳، رقم الحدیث: ۲۰۸۵۴/ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی، رقم الحدیث: ۱۸۰۳]

''حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان (کی فضاؤں) میں اُڑنے والا کوئی پرندہ اپنے پروں کو حرکت نہیں دیتا ہے، مگر یہ کہ آپ ﷺ نے ہمیں اس کا علم دے دیا ہے''---

مذکورہ بالا سب احادیث کے بعد ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ تاریخ وسیر اور کتب حدیث میں چند ایسے واقعات ملتے ہیں (جن کی تعداد سات، آٹھ سے زیادہ نہیں)، جن کے بارے میں علماء میں یہ اختلاف رہا ہے کہ ان واقعات کا حضور نبی رحمت ﷺ کو علم تھا یا نہیں؟ یہ واقعات آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں قبل از وصال کے ہیں۔ وہ علماء جو ان واقعات کا علم حضور شفیع اعظم ﷺ کے لیے ثابت مانتے ہیں، ان کو تو کوئی اشکال نہیں، لیکن جن کے نزدیک

آپ ﷺ کو علم نہیں تھا، وہ لوگ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں، کہ اگر رسول اکرم ﷺ نے سب کچھ دیکھا ہوا تھا یا آپ ﷺ کو آغاز وانتہا کے تمام واقعات کا علم عطا کر دیا گیا تھا تو پھر ان چند واقعات کی بابت نبی مکرم ﷺ کی لاعلمی کیا معنیٰ رکھتی ہے؟ اس ضمن میں تین باتیں مدنظر رہنی چاہئیں:

۱)......عدم توجہ، عدمِ استحضار، ذہول وغیرہ، ایسے اسباب ہیں، جو ایک چیز کا علم ہونے کے باوجود نفیِ علم کا شبہہ دیتے ہیں۔

۲)......نفیِ بیان، یعنی آپ ﷺ کا کسی بات کو بیان نہ کرنا نفیِ علم کی دلیل نہیں ہے۔

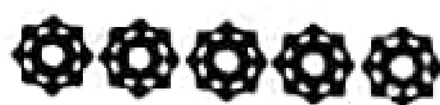
۳)......حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کا علمِ مبارک قرآن کریم کی کسی ایک آیت سے مستفاد نہیں، بلکہ پورے قرآنِ پاک کے تکمیلی نزول سے وابستہ ہے۔ وہ تمام احادیث، جن میں آپ ﷺ کو یک مُشت ابتداء وانتہا کا علم دیا گیا یا مشاہدۂ کائنات سے سرفراز کیا گیا، وہ قرآنِ مجید کے نزول کی تکمیل کے بعد کے ہیں۔ اس لحاظ سے ان احادیثِ مبارکہ کی شانِ ارشاد متعین کرنے میں دشواری نہیں رہتی۔ غالبًا یہ مشاہدۂ کلی اور علم ما کان و ما یکون والی احادیث کا زمانہ تکمیلِ قرآن کے بعد کا ہے۔ اسی پر دلالت کرتے ہیں، حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ:

لَقَدْ تَرَکَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ....الخ---

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا..........الخ''---

حضور نبی اکرم ﷺ کے جن غلاموں کا اس مضمون میں ذکر ہوا، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا و رحمت سے نوازے اور ہمیں مصطفیٰ کریم ﷺ کو عطا کی گئی شانوں کے متعلق انشراحِ صدر عطا فرمائے، کہ اسی میں ہمارے لیے دارین کی بہتری ہے۔ آمین

رَبُّ الْجَمَالِ تَعَالَی اللّٰہُ خَالِقُہٗ
فَمِثْلُہٗ فِیْ جَمِیْعِ الْخَلْقِ لَمْ اَجِدٖ [سلطان عبدالحمید علیہ الرحمہ]



گل ھائے نعت ﷺ

جانِ بزمِ ظہور کی تعریف
خالقِ نزد و دور کی تعریف

میرے پروردگار نے کیا کیا
کی ہے میرے حضور ﷺ کی تعریف

والضحیٰ ہے خدا کی جانب سے
ان کے چہرے کے نور کی تعریف

نام قرآن رکھ دیا اس کا
نور نے کی جو نور کی تعریف

منظرِ جلوۂ ملیحِ عرب ﷺ
جس نے دیکھا ضرور کی تعریف

ہر زمانے کے اہلِ عقل نے کی
مصطفیٰ ﷺ کے شعور کی تعریف

حشر تک بھی تمام خلقِ خدا
کر نہ پائے حضور ﷺ کی تعریف

ظلمتوں کو یہ ناگوار سہی
ہم نہ چھوڑیں گے نور کی تعریف

محوِ وصفِ حضور ﷺ ہوں میں بھی
ہے یہ ربِ غفور جل جلالہ کی تعریف

مجھ کو طارقؔ خدا نے بخش دیا
میں نے کی تھی حضور ﷺ کی تعریف

محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری

